خونی مسیح کادیانی کی حضرت سلطان المعظم کی جناب میں بدزبانی

اورپھر

قوم کیطرف سے لعنت و ملامت پر اسکی منافقانہ و دروغ آمیز معذرت و پشیمانی

اور

اس معذرت کے بعد اسکی وہی کارستانی

کادیانی نے اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء مین حضرت سلطان المعظم کی توہین و بدگوئی کرکے گورنمنٹ کو دہوکہ دیا اور یہ جتایا کہ وہ سلطان روم اور سلطنت ٹرکی کا بدخواہ و دلی دشمن ہے۔ اسلئے وہ برٹش گورنمنٹ کا خیرخواہ متصور ہونا چاہیئے۔ اور اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء مین اس توہین و بدگوئی سے انکار کرکے مسلمانون کو دہوکہ دیا۔ اور یہ جتایا کہ اُسنے حضرت سلطان المعظم کی توہین نہین کي۔ بلکہ سلطنت ٹرکی اور اسکے ارکان کی بدگوئی کی ہے۔ اس لئے مسلمانان محبین و معتقدین حضرت سلطان المعظم اسکو اسلام و مسلمانونکا دشمن قرار ندین۔

پھر جب بعض اسلامی اخباروں نے اُسکی خبر لی اور اُسکے اس دہوکہ کی قلعی کھُل گئی اور ایک مقدمہ میں عدالت ضلع گورداسپور میں اُسکی طلبی ہوئی۔ اور دوران سوالات و جوابات میں اُسکے مخالف گورنمنٹ ہونے کی حقیقت کھُلنے لگی تو پھر اُسنے وہی کارستانی کی اور

اور عدالت کو یہ بات جتائی کہ وہ سلطان روم کا بدگو ومخالف ہے۔ اسلیئے مسلمان اس کے دشمن بنگئے ہیں۔

اور اشتہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء میں اپنی اسی کارستانی (و بدگوئی و بدزبانی) کی سند پیش کرکے اس سے سلطنت ٹرکی سے اپنی مخالفت اور برٹش گورنمنٹ کی خیر خواہی وموافقت ثابت کی۔

وازانجاکہ اسکی یہ مختلف ومتضاد کارروائیاں محض روباہ بازیاں ہیں جنسے گورنمنٹ اور اقوام اہل اسلام کو دہوکہ دینا اُسکا مقصود ہے۔ اور اشاعۃ السنہ گورنمنٹ کا مسلم خیر خواہ اور اسلام ومسلمانوں کا سچا ہمدرد و ثابت قدم خادم ہے۔ لہذا اسکا فرض ہے کہ وہ کادیانی کی ان روباہ بازیوں کی پوری تشریح کرے۔ اور حقیقت کھولے۔ اور گورنمنٹ اور اہل اسلام کو اُسکے دہوکہ سے بچاوے۔

اسی نظر سے اُسنے اس مضمون مین یہ ثابت کردیا ہے کہ کادیانی سلطان المعظم کی بدگوئی ومخالفت سے برٹش گورنمنٹ کا خیر خواہ نہیں بن سکتا اور نہ وہ اس بدگوئی کے انکار میں سچا اور اسوجہ سے وہ اسلام و مسلمانوں کی دشمنی سے بری ہو سکتا ہے بلکہ ان متضاد کارروائیوں کی وجہ سے وہ اس مصرع کا مصداق ہوگیا ہے ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادہر کے رہے نہ اُدہر کے رہے۔

گورنمنٹ اور اہل اسلام اس مضمون کو پوری توجہ سے پڑہیں اور اُسکی حقیقت اور نیت پر آگاہ ہوکر اُس کے دہوکہ سے بچے رہیں۔

اس کے اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کا عنوان یہ ہے۔

حسین کامی سفیر سلطان روم

اور اسکے جن فقرات میں اُسنے سلطنت ٹرکی کی عداوت کا اظہار اور حضرت سلطان المعظم کی توہین کا ارتکاب کیا ہے وہ یہ ہیں۔ جو معہ تشریح وتوضیح دان بریکٹ یعنے دو وحدانی خطوط میں نقل کیئے جاتے ہیں۔

(۱) مجھے دنیا داروں اور منافقوں کی ملاقات سے اسقدر نفرت ہے۔ جیسا کہ

نجاست سے دیکلمات بظاہر سفیر کے حقین ہیں ۔ اور در پردہ حضرت سلطان المعظم کے حقین ۔ کیونکہ اُنکو بھی کادیانی صرف دنیا دار بادشاہ سمجھتا ہے ۔ نہ دیندار اور خلیفہ المسلین چنانچہ فقرہ ما بعد اشتہار ہذا اور فقرہ آئندہ اُسکے اشتہار جشن جوبلی کا اُسپر شاہد ہین ۔)

(۲) نہ مجھے سلطان روم کیطرف کچھ حاجت ہے نہ اُسکے سفیر کی ملاقات کا شوق (حضرت سلطان المعظم سے اپنی استغنار و بے پروائی ظاہر کرنا ۔ اور اُنکو مفرد الفاظ بلا تعظیم سے یاد کرنا حضرت ممدوح کی صریح اہانت ہے ۔ حضرت سلطان المعظم کی دجو مسلمانوں کے مذہبی پیشوا ہیں ۔ اور اُنکے معابد و مشاعر مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ وغیرہ مشاہد کے خادم و محافظ ہیں ۔) ہر ایک مسلمان کو مذہبی حاجت ہے ۔ انسے استغنا و بے پروائی ظاہر کرنا اور پردہ مکہ و مدینہ سے بے پروائی ظاہر کرنا ہے ۔ جو کسی مسلمان کا کام نہیں ۔ بلکہ ان ہی کافرون کا کام ہے جو قادیاں کو مکہ سمجھتے ہیں ۔ اور اسکو خطاب دار الامان سے جو مکہ کا خطاب ہے یاد کرتے ہین اور حج کعبہ کی جگہ اسی قادیاں کا حج کرتے اور اسکو بجائے حج کعبہ کافی سمجھتے ہین) ۔

(۳) میرے نزدیک واجب التعظیم اور واجب الاطاعت اور شکر گذاری کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے جسکے زیر سایہ امن کے ساتھ یہ آسمانی کارروائی میں کر رہا ہوں (گورنمنٹ انگریزی کو سلطنت ٹرکی کے مقابلہ میں واجب التعظیم و واجب الاطاعت اور لائق شکر گذاری کہنے کا یہ مفہوم ہے ۔ کہ سلطنت ٹرکی واجب التعظیم و واجب الاطاعت اور قابل شکر گذاری نہیں ہے ۔ اور یہہ صاف اور صریح سلطنت ٹرکی کی توہین ہے جو کسی مسلمان کا کام نہیں ہے ۔ بے شک گورنمنٹ انگریزی مسلمانان رعایا گورنمنٹ کے نزدیک دنیاوی امور میں اور پولٹیکل نظر سے واجب التعظیم ۔ واجب الاطاعت اور قابل شکر گذاری ہے ۔ مگر مذہبی امور اور مذہبی نظر سے سلطنت ٹرکی مسلمانون کے لئے واجب الاطاعت ۔ واجب التعظیم اور قابل شکر گذاری ہے ۔ اور جو شخص مسلمان کہلا کر مذہبی امور کی نظر سے جو مسلمانوں کو حج و زیارات کے سفر میں پیش آنے لازم ہیں سلطنت ٹرکی کی تعظیم اور اطاعت اور شکر گذاری

کو واجب نہیں سمجھتا۔ وہ درپردہ سخت کافر ناشکر ہے اور وہ اپنے مذہبی پیشوا کی اہانت کرتا ہے جس کی توہین خدا تعالےٰ کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث مین وارد ہے۔ کہ سلطان زمین مین

السلطان ظل اللہ فی الارض من اکرمہ اکرمہ اللہ ومن اہانہ اہانہ اللہ
مشکوۃ صفحہ ۳۱۲ و ۳۱۵ وغیرہ

خدا کا سایہ ہے۔ جو اس کی عزت و توقیر کرتا ہے۔ خدا اُسکی عزت کرتا ہے۔ جو اُسکی اہانت کرتا ہو خدا اُسکی اہانت کرتا ہے۔

اس توہین آسمانی کا یہ اثر ہے جو کادیانی پر ظاہر ہو رہا ہے کہ جب سے اُسنے سلطان المعظم کی توہین کی ہے۔ اسلامی دنیا میں اُسکی توہین ہو رہی ہے۔ اور چارون طرف سے لعنت کی بوچھاڑ پڑ رہی ہے جسکا کسیقدر بیان آئندہ ہو گا انشاء اللہ تعالےٰ)

(۴) ٹرکی سلطنت آجکل تاریکی سے بہری ہوئی ہے۔ اور وہی شامت اعمال بہگت رہی ہے۔ (یہ صاف اور صریح طور پر سلطنت ٹرکی کی توہین ہے۔ اور اُسکے فتوحات روز افزون کو کالعدم سمجھنا اور اُنپر حسرت و رنج ظاہر کرنا ہے۔ کادیانی ان فتوحات کو فتوحات سمجھتا۔ اور دلمین اُنپر ماتم نکرتا تو یہ کلمہ خبیثہ کہ وہ شامت اعمال بہگت رہی ہے۔ زبان پر لانے سے شرماتا۔ اور یہ خیال کرتا کہ ان دنوں سلطنت ٹرکی کو وہ ترقی نصیب ہوئی ہے جو اس سے دو سو برس پہلے نہ ہوئی تھی۔ اور یہ روز افزون برکت ہے۔ نہ اعمال کی شامت ہے)

(۵) نامبردہ (سفیر حضرت سلطان المعظم) نے خلوت کی ملاقات مین سلطان روم کیلئے ایک خاص دعا کرنے کے لئے درخوست کی اور یہ بھی چاہا کہ آئندہ کے لئے جو کچھ آسمانی قضا و قدر سے آنے والا ہے اس سے وہ اطلاع پاوے۔ مینے اوسکو صاف لکھدیا کہ سلطان کی سلطنت کی حالت اچھی نہین ہے۔ اور مین کشفی طریق سے اُسکے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا۔ اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔ یہ وہ باتین تہین جو سفیر کو اپنی بدقسمتی سے بہت بُری معلوم ہوئیں۔ (یہ بہی صریح اور صاف طور پر سلطنت ٹرکی کی توہین ہے۔ اور فتوحات سلطنت کو کالعدم یکن سمجھنا۔ اور اُنپر دل سے ناخوش ہونا۔ اور ماتم

کرنا ہے۔ ان فتوحات کو وہ فتوحات سمجھتا۔ اور اُنپر خوش ہوتا تو موجودہ حالت کی نظر سے آئیندہ ترقی کی امید دلاتا۔ بدانجامی سے نہ ڈراتا۔ یہ تو اُسکی توہین سلطنت کی تشریح و توضیح ہے۔

اب ہم اسکی مستجاب الدعوات اور صاحب کشف اور مطلع دیوانی آسمانی قضا و قدر ہونے کے دعوے پر جو اس فقرہ میں پایا جاتا ہے۔ ریمارک کرتے ہین۔ کہ اس دعوے کو دیکھ کر ہمکو ہنسی آتی ہے۔ اور آپ کی جرت وجسارت زعفران زار تعجب و حیرت میں لیجاتی ہے۔

کادیانی صاحب! - آپ اس لائق کب ہوئے کہ آپ سے کوئی دعا کرائے اور مراد پائے۔ یا کوئی آسمانی قدر و قضا کا حال پوچھے تو آپ کشف سے اُسکو بتاوین۔ آپ صاحب کشف اور دفتر قضا و قدر کے ناظر ہوتے تو اپنی بیوی کے پہلے حمل رہنے کے وقت کشف سے جان جاتے کہ اس حمل سے لڑکی ہوگی۔ اور لڑکے ہونے کی پیشگوئی نہ کرتے پھر دوسرے حمل سے لڑکا بشیر پیدا ہونے پر جان جاتے کہ وہ جلد مر جائیگا۔ اور اُسکو بشیر موعود قرار نہ دیتے پھر تیسرے اور چوتھے اور پانچوین حمل (جنسے محمود و بشیر ثانی اور شریف پیدا ہوئے) کے وقت معلوم کر لیتے کہ فرزند موعود ان حملوں سے پیدا ہوگا اور اُسکی تعیین کر کے پیشگوئی کرتے۔ اور چھٹے یا ساتوین حمل سے اُسکے پیدا ہونے کی امید نہ رکھتے پھر اُس چھٹے یا ساتویں حمل کے وقت جان جاتے کہ اس سے لڑکی ہوگی نہ لڑکا۔ اور ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۹ میں یہ دعوے نہ کرتے کہ فرزند موعود اب پیدا ہوگا۔ جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (باوجودیکہ وہ زائد المیعاد بھی ہو چکا تھا۔ کیونکہ فرزند موعود کے لئے ۹ نو برس کی میعاد تھی۔ اور وہ حمل بارہویں سال ہوا تھا۔

ایسا ہی آپ عبد اللہ آتھم کی نسبت جان لیتے کہ وہ پندرہ ماہ کی میعاد میں رجوع بحق کریگا۔ اور فوت نہو گا۔ اور اُسکی وفات کی پیشگوئی نہ کرتے۔

اور مرزا سلطان محمد بیگ کی نسبت جو آپ کی منکوحہ آسمانی سے عیش اڑا رہا ہے پہلے سے یہ جان لیتے کہ اُسکے وارثون کی معذرت کی وجہ سے اُسکی موت کو ٹلایا جائیگا۔[لہ]

لہ یہ معذرت بھی صرف آپکا دعویٰ ہے اور درحقیقت اُسکے وارثوں نے معذرت نہین کی دیکھو صفحہ ۱۹۲ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۱۶

اور ڈہائی برس میں اُنکی موت کی پیشگوئی نہ کرتے۔

اور اگر آپ مستجاب الدعوات ہوتے تو پہلی اپنی لیئے دعا کرتے۔ اور جو اطراف واکناف عالم سے آپ پر لعنت وتکفیر کی بارش ہورہی ہے اس سے اپنے آپ کو بچالتے۔ پھر سردار بہادر سید امیر علی شاہ صاحب رسالدار پنشنر کے لئے دعا ر تولد فرزند کی جس کے عوض پانچسو روپیہ پیشگی اپنے لاہوری دلالوں عبدالحق پنشنر اکوٹنٹ و الٰہی بخش اکوٹنٹ کی معرفت لیکر ہضم کر چکے ہیں۔ دعا کرتے اور اُسمیں کامیاب ہوتے اور نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی صحت کیلئے جس کے عوض میں پانچسو روپیہ اُنکی والدہ ماجدہ سے لیکر خورد برد کر چکے ہیں۔ دعا کرتے اور کامیاب ہوکر آج وزیر ریاست ہوتے۔ گذشتہ را صلوات اگر آپ صاحب کشف اور مستجاب الدعوات ہیں تو سابق پیشگویوں میں سے صرف ایک پیشگوئی متعلق اپنی منکوحہ آسمانی کی نسبت کشف کا ٹیلی فون لگا کر بتاویں۔ کہ آپ کی منکوحہ جو غیر کی فراش ہے۔ آپ کے پلنگ پر کب آئیگی۔ اور جناب فضائل مآب الہامات انتساب مُلا محمد بخش صاحب قادری لاہوری کی نسبت جو آپ کی موجودہ محبوبہ پر اپنے الہام کی بشارت شہادت سے نکاح کی ٹھان بیٹھے ہیں۔ اور نکاح خوانی کیلئے بر طبق مثل "تو مان نہ مان میں تیرا مہمان" اس ناتوان کو مقرر کر چکے ہیں جیسے کہ آپ بیچارہ مرزا سلطان محمد بیگ کی منکوحہ کے نکاح کا دعوٰے رکھتے ہیں) بتاوین کہ اگر وہ اس دعوے الہام میں نادرستی پر ہے تو اُسکا کام کب تمام ہوگا۔ اور آپکو اور آپ کی بیوی کو اُس سے اور اس کے الہامات میں سے کب امن حاصل ہوگا۔

ان امور کے متعلق آپ کشف سے قضاو قدر کا فیصلہ کچھ نہ بتائیں۔ اور اپنا مستجاب الدعوت ہونا ثابت نہ کریں تو پھر آپ حضرت سلطان المعظم یا اُنکی سلطنت یا کسی اور شخص یا قوم کی نسبت کشف بیانی یا مستجاب الدعا ہونے کے دعوے سے کیوں شرم وحیا سے کام نہیں لیتے۔ اگر آپ اسکے جواب میں یہ عذر کریں کہ یہ دو نو امور ہماری ذات کے

متعلق ہیں۔ اور ہم تن برضا و تسلیم قضا و قدر دیچکے ہیں۔ ہماری منکوحہ آسمانی کو مرزا سلطان محمد بیگ استعمال کر رہا ہے تو ہم راضی ہیں۔ ہماری موجودہ محبوبہ منکوحہ پر ملا محمد بخش نظر رکھتا ہے تو اسمیں بھی ہمکو بجز تسلیم چارہ نہیں ہے۔ اور یہ دعوے ہے سہ راضی ہین اُسمیں جسمیں تیری رضا ہے۔ ہمارے جیسے باخدا عارف اور بزرگ اپنے نفع و ذاتی فایدہ سے دوسرے کے نفع کو مقدم سمجھتے ہیں۔ اور اپنے نقصان ہیں تن برضا سپرد کرتے اور ان دو بیتوں پر کاربند ہوتے ہیں سہ

نیم نانے گر خورد مرد خدا ٭ بذل درویشاں کند نیمے دگر

سہ دل بدست آور کہ حج اکبر است ٭ از ہزاران کعبہ یک دل بہتر است

لہذا ہم مرزا سلطان محمد بیگ اور ملا محمد بخش کے لیے بددعا نہیں کرتے۔ اوّل الذکر ہماری منکوحہ آسمانی سے شوق سے نفع اوٹھاوے۔ اور ثانی الذکر کو اگر الہام میں وعدہ نکاح ہو چکا ہے تو وہ بھی امیدوار رہے۔ تو اسکے جواب میں اوّلاً ہم کہینگے۔ کہ یہ رضا و تسلیم نہیں ہے۔ جو اہل اللہ و صاحبدلان باخدا کا کام ہے۔ بلکہ یہ دیوثی کہلاتی ہے جو بے غیرت و بے حیا لوگونکا شیوہ ہے۔ اور ثانیاً یہ گذارش کریں گے۔ کہ اگر آپکا الہام اس دیوثی کی آپ کو اجازت دیتا ہے۔ اور آپ کو ان لوگوں کے متعلق دعا بد کرنے سے مانع ہے۔ تو ہم اور دو شخصون آپ کے سابق اہل تعلق کو پیش کرتے ہیں۔ (۱) سردار بہادر سید امیر علیشاہ رسالدار پنشنر لاہور (۲) نواب صاحب والی ریاست مالیر کوٹلہ آپ سردار صاحب کے حق میں بیٹا پیدا ہونے کے لئے دعا کریں۔ اور نواب صاحب مالیر کوٹلہ کیلئے صحت کی دعا کرین۔ اور دیوان قضا و قدر ملاحظہ فرما کر ان دعاؤن کیوقت قبولیت سے اطلاع دیں۔ مگر وقت ایسا النبا نہ بتاویں اور اسمیں کوئی ایسی ہیچدار شرط نہ لگا دیں جسمیں آپ کی قدیمی حکمت عملی کا دخل ہو۔ اور اگر آپ اسمیں یہ عذر کریں کہ جو پانچ پانچ سو روپیہ ان لوگون یا انکے بعض متعلقوں سے ہم لے چکے ہیں وہ مدت ہوئی خورد برد ہو کر

ایسا ہضم ہوگیا ہے کہ اب اس کا اثر بدن میں باقی نہیں رہا۔ پھر دعا کے لئے جوش کیونکر پیدا ہو۔ وہ لوگ پانچ پانچ ٹٹوا ور روپیہ پیشگی داخل کریں تو اُس سے پلاؤ متنجن کھا کر بدن میں حرارت و جوش پیدا ہو تب اُنکے لئے جو شبلی و عادل سے نکلے تو اسکے جواب میں باوب عرض کیا جائیگا۔ کہ نوابصاحب مالیر کوٹلہ تو ایک مدت سے مرض دیوانگی کے سبب اپنی ریاست سے علیحدہ ہیں اور اُنکی جگہ ایک اور صاحب رئیس ریاست لہارو کے کام کرتے ہیں جن سے خاکسار کو ذاتی واقفیت و آشنائی نہیں۔ آن سے آپ یہ سوال اپنے مرید خاص محمد علیخانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی معرفت کریں۔ ہاں سید امیر علیشاہ سردار بہادر میرے عنایت فرما اور بے تکلف دوست ہیں۔ انسے میں پانچسو نہیں ہزار روپیہ پیشگی دلوا سکتا ہوں بشرطیکہ آپ باضابطہ اقرار نامہ لکھدیں۔ کہ قریب عرصہ میں آپ کی دعا کا اثر ظاہر نہ ہوا اور قضا و قدر کے دفتر سے آپکو کچھ پتہ نہ لگا تو پھر آپ سے وہی سلوک کیا جائیگا۔ جو عبداللہ آتھم کی عدم وفات پر آپنے خود اپنے لئے تجویز کیا تھا۔ جو آپ ہی کے الفاظ سے نقل کیا جاتا ہے۔

آپ جنگ مقدس کے صفحہ اخیر میں لکھتے ہیں "میں اسوقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے یعنے وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزا موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ مجھکو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈالدیا جاوے مجھکو پھانسی دیا جائے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں"۔

اس شرط سے آپ ڈر جائیں۔ اور ان صاحبوں کے لئے دعا کا اثر دکھلانے سے انکار کریں تو آپ کے مستجاب الدعوات اور ناظر دیوان قضا و قدر ہونے کے ثبوت کے لئے ایک اور نئی و حلم پسند مثال پیش کیجاتی ہے۔ اگر آپ دیوان قضا و قدر میں

نظر رکھتے ہیں تو اس دیوان کو ملاحظہ فرما کر بذریعہ اشتہار (جیسے کہ آپ کی قدیم عادت ہے)۔
بتاویں کہ قحط سالی اس ملک سے کب رفع ہوگی اور کس کس تاریخ کافی وعمدہ بارش ہوگی۔ اور
غلہ کا نرخ کب ارزان ہوگا۔ اور اگر آپ مستجاب الدعوات ہیں تو خدا تعالےٰ سے عام وکافی
بارش کیلئے دعا مانگیں اور یہ کہ غلہ گندم فی روپیہ کم سے کم ایک من پختہ ہو جائے۔ اور اس
دعا کی قبولیت کیوقت سے بذریعہ اشتہارات پبلک کو اطلاع دیں پھر تو تمام ملک آپ کا
تابع ہو جائیگا۔ اور مذہبی سرداری کے علاوہ پولیٹیکل سرداری بھی (جسکے دہن میں آپ
مدت سے لگے ہوئے ہیں) آپ ہی کے ہو جائیں گے۔

اسکے جواب میں شاید آپ یہی عذر کرینگے۔ ہم ایسی دُعاوں امن آسایش وعافیت
کے لئے نہیں بھیجے گئے۔ بلکہ ہم مارنے مروانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور اسکی سند میں
یہ شعر پیش کریں ؎

درکوئی نیک نامی ماراگذر ندادند ❊ گرتو نمے پسندی تبدیل کن قضارا

چنانچہ اپنے اشتہار پیشگوئی متعلق راج اندر سنگھ میں آپ فرما چکے ہیں۔ تو اس کی
جواب میں کہا جائیگا۔ کہ پھر آپ اس فقرہ نمبر (۵) میں اور دیگر مقامات میں مطلق مستجاب
الدعوات ہونے کا دعوے کیوں کرتے ہیں۔ اور ناواقف خلق اللہ کو کیوں گمراہی کے
گڈھے میں ڈال رہے ہیں۔ خدا کے تو آپ قایل معلوم نہیں ہوتے۔ عقلاً دنیا ہی سے
شرم کریں اور ایسی لن ترانیاں ہانکنی چھوڑ دیں۔ اب ان لن ترانیوں کا موقعہ نہیں رہا
عبداللہ آتھم وشوہر ثانی منکوحہ آسمانی جناب کے نہ مرنے اور لیکھرام کے موافق میعاد
وحسب مضمون پیشگوئی قتل نہ ہونے اور فرزند موعود بشیر عمانوایل کے ابتک پیدا نہ ہونے
سے آپ کا حال کس وناکس پر کھل گیا ہے۔ اب ملاحظہ قضا وقدر و استجابت دعا کا
نام نہ لیا کریں۔

(۶) مینے کئی اشارات اس بات پر زور دیا کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں

میں قصور روا ہے۔ اور خدا اپنے تقوے اور عبادت اور نوع انسانی کی ہمدردی کو چاہتا ہے اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔ (یہ فقرہ بھی صراحت کے ساتھ سلطنت روم کی توہین اور اُسپر حملہ کر رہا ہے۔ اور بتا رہا ہے کہ موجودہ حالت سلطنت کو (جسمین ترقی اور فتوحات حاصل ہوئین) اور مغروران و مجروحان یونان کے ساتھ سلطنت ٹرکی کی انسانی ہمدردی کو (جسکو اقوام مخالفین نے بھی مان لیا ہے۔) آپ اچھا نہیں سمجھتے۔ اور دل سے اُسپر ناخوش ہیں۔ آپکے اس اعتراض کا کہ "سلطنت ٹرکی میں تقوی وطہارت وعبادت و انسانی ہمدردی نہیں پائی جاتی۔ اسلئے وہ سلطنت برباد ہوگی" جواب اخبار چودہوین صدی نے کافی ووافی دیدیا۔ لہذا ہم اسباب میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ اُسی جواب کو عنقریب نقل کردینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

(۷) مگر میں اُسکے (حضرت سفیر روم) دل کیطرف خیال کر رہا تھا۔ کہ وہ ان باتوں کو (جو فقرہ (۵ و ۶) میں کہی گئی ہیں) بہت ہی بُرا مانتا تھا۔ اور یہ ایک صریح دلیل اسبات پر ہے۔ کہ سلطنت روم کے اچھے دن نہیں ہیں (دل بے دلوں کے محرم اسرار۔ تو دلوں کے بھید جان لیتا ہے۔ تو ہم جناب فضیلت مآب ایام انتساب ملا محمد بخش صاحب قادری لاہوری کو تیرے پاس قادیاں بھیجدیتے ہیں۔ جو ارادے اُسکے دل میں گذرتے ہیں اور اُن میں سے وہ کچھ ظاہر بھی کرچکے ہیں وہ تو بتا اور اُسپر جو چاہے انعام پا۔ اے صاحب حیا تو ایسا مطلع القلوب ہوتا تو سفیر صاحب کے سامنے یا اُنکے خط کے جواب مقابلہ میں اپنے اشتہار کے ضمن میں ایسی باتیں نہ کہتا جنسے تجھے پشیمانی اور شرمندگی کے ساتھ رجوع کرنا پڑا۔ جس کا ثبوت تجھے عنقریب ملیگا۔

اس فقرہ میں بھی تو نے سلطنت اور اسکے فتوحات پر صریح حملہ کیا۔ اور ایک شخص کے اس قصور کے بدلے کہ "اُسنے تیری ان باتونکو بُرا سمجھا" عام سلطنت کا بُرا چاہا۔ اور اِن آیات انصاف سمات کا جس میں ارشاد ہے۔ کہ ہر کسی کا کمایا اُسی پر پڑتا ہے۔ اور ایک

ولاتکسب کل نفس الا علیہا و لا تزر وازرۃ وزر اخری (انعام - ع - ۲۰)	شخص کا بوجھ دوسرا شخص نہیں اٹھاتا کچھ لحاظ نہ کیا -

(۸) پھر اُسکا (حضرت سفیر صاحب کا) بدگوئی کے ساتھ واپس جانا یہ اور دلیل ہے کہ زوال کے علامات موجود ہیں - (خاکت بدہاں ای مردک بدزبان) بدگوئی ایک شخص کرے اور اُسکے بدلے تو زوال تمام سلطنت پر لادے - یہ کس خبیث ناپاک مذہب کا اصول و مسئلہ ہے؟ اسلام اور قرآن تو یہی فرماتے ہیں کہ ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرے پر نہیں پڑتا چنانچہ ابھی بیان ہوا - پھر اُسکے برخلاف تیرا ایک شخص کی بدگوئی سے سلطنت کا زوال چاہنا بیحیائی و بے ایمانی وخیرہ چشمی و بدزبانی نہیں تو اور کیا ہے - کیا اچھا کہا گیا ؎

شور بختان بآرزو خواہند ❊ مقبلان را زوال و نعمت و جاہ
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❊ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
راست خواہی ہزار چشم چنان ❊ کور بہتر نہ آفتاب سیاہ

اے صاحب حیا اگر تو ایسا ہی صاحب تصرف ہے کہ جو تیری بدگوئی کرے وہ اور اُسکی تمام قوم زوال پکڑے - تو تو ملا محمد بخش قادری لاہوری اور سائیں لادھڑک شاہ چشتی امرتسری کیلئے زوال کا حکم کیوں نہیں کرتا جنھوں نے تیری جورو بیٹی کو نہیں چھوڑا - اور اپنے الہام کی شہادت سے تیری بدگوئی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے - یہ تیری گیدڑ بھبکیاں اور دھمکیاں ان ہی لوگوں کے مقابلہ میں ہیں جو اپنے علو مراتب کی نظر سے تجھے مخاطب نہیں بناتے اور تیری بکواس سُنکر اعراض فرماتے ہیں - اور سلام علیکم لا نبتغی الجاھلین کہکر الگ ہو جاتے ہیں - ملا محمد بخش اور سائیں لادھڑک شاہ کی متعدد تحریرات و اشتہارات کے جواب سے تو کیوں ساکت ہو رہا ہے - یہی وجہ ہے کہ وہ تیرا گھر پورا کر دیتے ہیں - لہذا مسلمانوں کو یہی چاہئے کہ تیری ایسی بکواس کے مقابلہ میں خود کچھ نہ بولیں — ملا محمد بخش صاحب یا سائیں لادھڑک شاہ صاحب کو پیش کر دیا کریں - اور روپیہ پیسہ سے اُنکو مدد دیا کریں -

(۹) مینے یہ بھی اُسکو (حضرت سفیر صاحب کو) کہا کہ خدا نے یہی ارادہ کیا ہے - کہ جو مسلمانوں میں سے مجھسے علیحدہ رہیگا - وہ کاٹا جائیگا - بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ - اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تمام باتیں تیر کیطرح اسکو لگتی تھیں - اور میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ جو کچھ خدا نے الہام کے ذریعہ فرمایا وہی کہا تھا " (یہ حضرت سلطان المعظم کی ذات پر اس نالایق دشمن اسلام کا صریح حملہ ہے - بادشاہ سے اُسکی مراد حضرت سلطان المعظم سب سے پہلے ہیں اور دوسرے اسلامی بادشاہ اُنکے بعد - اسلام کی قید اس الہام (یا احتلام شیطان) میں اسنے اسغرض سے لگادی ہے کہ اس کا مُنہ کی دہمکی سے برٹش گورنمنٹ چونک نہ پڑے - اور ایسی دہمکیوں اور تخویفات مجرمانہ کی نظر سے جو گورنمنٹ اُسکے لئے رسہ تیار کر رہی ہے - (چنانچہ اسی کے دلال و حواری) مشہور کر رہے ہیں - وہ جلد اُسکے گل میں نہ ڈالدے - مگر اس احمق کو اتنی سمجھ نہیں ہے کہ یہ گورنمنٹ کرم سنگھ کیطرح بیوقوف نہیں ہے کہ وہ اسکے اس جھوٹی خوشامد سے اُسکو اپنا خیر خواہ سمجھ لے گی - اور ان دہمکیوں اور تخویفات مجرمانہ سے جو گورنمنٹ کے نوٹس میں لائے جا رہے ہیں اُسکو بری کر دے گی - گورنمنٹ کو خوب معلوم ہے اور گورنمنٹ اور مسلمانوں کے ایڈوکیٹ اشاعۃ السنہ نے گورنمنٹ کو بارہا جتا دیا ہوا ہے کہ یہ شخص درپردہ گورنمنٹ کا بدخواہ ہے - اور یہ گورنمنٹ اور دیگر مخالفین مذہب کے حق مین اپنی کتاب آئینہ کمالات کے صفحہ ۶۰۱ میں صاف کہہ چکا ہے " کہ نافرمان کا مال اور اسکی جان اُسکے ملک سے خارج ہو کر خدا کے ملک میں داخل ہو جاتے ہیں - پھر خدا تعالے کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو بلا واسطہ رسولوں کے اُنکے مال کو تلف کرے - اور ان کی جانوں کو معرض عدم میں پہنچاوے - (یعنے ہلاک کرے) اور یا کسی رسول کے واسطے سے یہ تجلی قہری (ہلاکت) نازل کرے (یعنے اُنکو تلف کراوے) جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے جملہ مخالفین مذہب کے مال و جان کو گورنمنٹ ہو خواہ غیر معصوم نہیں جانتا - اور اُنکے تلف کرنے کے فکر میں ہے - دیر ہے تو صرف جمعیت و شوکت کی دیر ہے -

اُنکے اس فتوے وحکم قطعی کے ساتھ اس فقرہ میں اسلام یا مسلمانوں کی قید لگا دینا گورنمنٹ کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ بلکہ صاف یقین دلاتا ہے کہ وہ لفظ گورنمنٹ کو دہوکہ دینے کی نیت سے لکھا گیا ہے۔ اور درحقیقت یہ شخص ہر شخص یا قوم کا جو اُسکی پیروی نکرے مخالف ہے اور اُسکے کٹ جانے کی فکر وانتظار میں لگا ہے۔

منشی سراج الدین صاحب ایڈیٹر اخبار چودہویں صدی راولپنڈی اپنے پرچہ ۱۵ - جون ۱۸۹۷ء میں جو کادیانی کو جرم ارادہ بغاوت گورنمنٹ سے بری کرتے ہیں۔ وہ آئینہ کمالات کی عبارت منقولہ بالا کو غور سے پڑہیں۔ اور اگر اُسکے کوئی معنے صحیح جس سے بغاوت ثابت نہ ہوتی ہو اُنکے خیال میں آویں تو اُن سے ہمکو اطلاع دیکر ممنون کریں۔ ہمارا یہ خیال ہے کہ کادیانی کی نسبت آپکا یہ حسن ظن آپکے معنے بغاوت سے ناواقفی یا تصانیف کادیانی سے بے خبری پر مبنی ہے۔ جیسا کہ آپکا اُسکی نسبت یہ دوسرا خیال کہ وہ ایک پرہیزگار عابد زاہد اور نیک بزرگ ہے۔ (جسکو اپنے پرچہ ۸ - جولائی ۱۸۹۷ء میں ظاہر کیا ہے) کادیانی کے حالات سے بے خبری یا ان الفاظ کے معنے سے ناواقفی پر مبنی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ اشاعۃ السنہ جو کادیانی کے اصلی حالات کا صحیح فوٹو ہے منشی صاحب کے ملاحظہ سے نہیں گذرتا ورنہ ان کلمات کا صدور اُسکے حق میں اُن سے ہرگز نہ ہوتا۔

ہم منشی صاحب سے یہ سفارش یا درخواست نہیں کرتے کہ وہ جمہور علماء ہندوستان کیطرح کادیانی کو کافر ملعون۔ دجال کہیں۔ کیونکہ وہ تقلید اپنے رہبر ولیڈر آنریبل سید کے ان لوگونکو بھی کافر نہ کہتے ہونگے جو دہریہ کہلاتے ہیں۔ اور وہ کسی مذہب (محمدی موسائی۔ عیسائی وغیرہ) کو نہیں مانتے۔ اور کسی کتاب آسمانی (قرآن۔ توریت۔ انجیل وغیرہ کو) کلام الہی نہیں مانتے۔ اور کسی حکم مذہبی (نماز۔ روزہ۔ حرام۔ حلال) پر یقین نہیں

رکھتے (چنانچہ سرسید کے مضمون الفطرۃ ھو الاسلام والاسلام ھی الفطرۃ میں مصرح ہے۔ لہذا ہم اُن سے صرف اتنی سفارش کرتے ہیں کہ وہ رجمًا بالغیب اس ظالم کو نیک و بزرگ وزاہد وعابد کا خطاب نہ دیں۔ جب تک کہ ان الفاظ کی مفہوم اور اس ظالم و بدکار کے حالات کی طرف توجہ نہ کرلیں۔ یہ تو اس فقرہ کے لفظ اسلام یا مسلمانوں کی تشریح ہے اب ہم اس فقرہ کے مضمون پر یہ سوال کرتے ہیں کہ آپ سے علیحدہ رہنے والے مسلمانوں کو کاٹ دینے کا خدا نے ارادہ کرلیا ہے۔ تو وہ لوگ جو آپ کے ابتداء زمانہ الحاد و دہریت سے آپکی خدمت گذاری میں ایسے مصروف تھے (جیسے ملائکہ توبہ ہے کی جان لینے میں مصروف و مستغرق رہتے ہیں) ابتک کیوں کاٹے نہیں گئے۔ بلکہ برعکس وہ آپ کی ایسی جڑہ کاٹ رہے اور بنیاد اکھاڑ رہے ہیں جسکو آپ کا جی جانتا ہے۔

اخیر فقرہ میں جو آپ نے دعوے الہام کیا ہے۔ اور یہی آپ کا قدیم طریق و شیوہ ہے کہ جو کچھ کسی کو بُرا بھلا کہا۔ اُسکو الہام بنالیا۔ اُسکے مقابلہ وجواب کے لئے اسطرف سے بھی ایک آپ سا ملہم محمد بخش قادری لاہوری پیدا ہوگیا ہے مشہور ہے کہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہو ویسا ہی ایسے الہاموں کی بیخکنی الہام سے ہوسکتی ہے۔

ہم ایسے الہاموں سے عاری تھے۔ اسلئے آپ دن بدن سر اوٹھاتے جاتے تھے۔ اب اسطرف بھی آپ جیسا ملہم پیدا ہوگیا ہے۔ جس سے امید ہے کہ آپ کے الہامات کا مقابلہ بخوبی کرلیا کریگا۔

بہتر ہے آپ اب الہام بازی چھوڑ دیں۔ ورنہ الہام کے مقابلہ میں الہام کی گولہ باری تیار ہے۔ ملا صاحب کو مدت سے بڑے بڑے لمبے چوڑے موٹے تازے الہام ہو رہے ہیں۔ جو آپ کے الہاموں کو چکنا چور کر رہے ہیں ضمیمہ اخبار جعفر زٹلی میں مضمون مرزا کادیانی کی نسبت تازہ پیشگویاں ناظرین کے ملاحظہ میں آیا ہوگا مضمون جشن ڈائمنڈ جوبلی کی عجیب یادگار انہوں نے دیکھا ہوگا۔ وعلے ہذا القیاس۔

آج کل ملّا صاحب کو اور الہام ہو رہے ہیں جنکی اشاعت میں صرف ایک انچ کی (قوم کی طرف سے مالی مدد کی) کسر ہے۔ قوم مال سے ملّا صاحب کو مدد دے اور پھر دیکھیے ملا صاحب کی طرف سے الہاموں کی کیسی بھرمار ہوتی ہے۔ اور کادیانی کے منہ پر کیسی الہامی کوجھاڑ پڑتی ہے۔)

(۱۰) کیا میں اسلام بول میں امن کے ساتھ اس دعویٰ کو پھیلا سکتا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں۔ اور یہ کہ تلوار چلانے والی روایتیں جھوٹ ہیں۔ کیا یہ سُنکر اسجگہ کے درندے مولوی اور قاضی حملہ نہیں کرینگے۔ اور کیا سلطانی انتظام بھی تقاضا نہیں کریگا۔ کہ انکی مرضی کو مقدم رکھا جائے۔ پھر مجھے سلطان روم سے کیا فائدہ۔ ان سب باتوں کو سفیر مذکور نے تعجب سے سُنا اور حیرت سے میرا مُنہ دیکھتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے خط میں جو ناظم الہند ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء میں چھپا ہے۔ میرا نام نمرود۔ اور شداد۔ اور شیطان رکھتا ہے۔ اور مجھے جھوٹا اور مزور اور مورد غضب الٰہی قرار دیتا ہے۔ (اس فقرہ میں بھی حضرت سلطان المعظم کی صریح توہین ہے۔ اور انکی سلطنت کے جملہ علماء و قضاۃ و مشائخ مکّہ و مدینہ وغیرہما کو درندہ کہکر گالی دی گئی ہے۔ اور حضرت سلطان المعظم کو ان ہی درندوں کی مرضی کو مقدم رکھنے والا کہکر اُن کی توہین کیگئی ہے۔

ان توہینات کے ساتھ اپنے عقاید باطلہ و دعاوی عاطلہ کی نسبت کادیانی نے یہہ اقرار کیا ہے کہ وہ اسلام کے عالموں اور قاضیوں کے نزدیک عقائد صحیحہ و دعاوی حقہ نہیں ہو سکتے۔ اس سے اسکے جاہل پیرو عبرت کا سبق حاصل کریں۔ اور ان عقائد و دعاوی کو عقاید باطلہ و دعاوی عاطلہ تصور کرکے ان سے دست بردار ہو جائیں۔

جب وہ اسلام بول اور اُسکے ماتحت مکّہ و مدینہ کے جملہ علماء و قضاۃ کے نزدیک اسلامی عقاید تسلیم نہیں کئے جاتے تو پھر وہ اسلامی عقاید کیونکر ہو سکتے ہیں۔

کادیانی کے عوام اتباع کیلئے جو علوم سے محروم ہیں۔ اور وہ اپنی تحقیق سے کسی عقیدہ کا حق یا ناحق ہونا نہیں پہچان سکتے یہی دلیل ان عقائد کے باطلہ ہونے پر بس ہے۔

ان دس فقرات میں سے بعض فقرات (نمبر ۲ و ۵ و ۹ و ۱۰) میں ڈائرکٹ (بلا واسطہ) اور صراحت کے ساتھ اور بعض فقرات (بقیہ نمبروں) میں ان ڈائرکٹ (بالواسطہ) اور در پردہ حضرت سلطان المعظم کی کادیانی نے توہین کی ہے۔

اس توہین سے بڑھ کر اسنے اپنے پرچہ جلسہ شکریہ جشن جوبلی میں جناب ممدوح کی توہین کی ہے جو ۷- جون ۱۸۹۷ء کو چھاپکر اس بے نصیب نے مشتہر کیا ہے۔ اسمیں وہ لکھتا ہے رہی یہ بات کہ سلطان روم خلیفۃ المومنین ہے۔ اسکے ارکان کی نسبت ایسے سوء ادب کے الفاظ منہ پر لانا بیباکی اور گستاخی میں داخل ہے۔ سو یہ سراسر ناسمجھی ہے اور درحقیقت جو شخص مجھے ایک کافر و دجال بے ایمان کاذب خیال کرتا ہے۔ وہ بے شک میری اس تقریر سے سخت ناراض ہوگا۔ جو میں نے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کی ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ ذرہ اپنے دلوں میں فرض کر لو کہ اگر یہ تقریر اس شخص کیطرف سے ہو جو خدا کیطرف سے تیرہ سو برس کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہے۔ اور خدا کا نائب ہے۔ جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے۔ تو کیا سلطان روم کی عظمت کو اسکے مقابل یاد کرنا اور اسکی عظمت کو بالکل بھلا دینا بے ایمانی ہے یا نہیں۔ جن دلوں پر خدا کی لعنت ہے ان کا تو کچھ علاج نہیں لیکن عقلمند اور ایمان دار جانتے ہیں کہ ایسے شخص کے ساتھ جسکو خدا نے آسمانی خلافت دیکر ایک عظیم الشان کام کیلئے بھیجا ہے۔ روم کے ایک ظاہری فرمانبردار کو کیا نسبت ہے۔؟ یاد رکھو کہ خدا کے فرستادہ کی توہین خدا کی توہین ہے۔ چاہو تو مجھے گالیاں دو تمہارا اختیار ہے۔ کیونکہ آسمانی سلطنت تمہارے نزدیک حقیر ہے۔ سلطان کا خلیفۃ المومنین ہونا صرف اپنے منہ کا دعوی ہے۔ لیکن وہ خلافت جس کا آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ اور نیز ازالہ اوہام میں ذکر ہے۔ حقیقی خلافت وہی ہے۔ کیا وہ الہام یاد نہیں؟ اردت ان استخلف فخلقت ادم۔ خلیفۃ اللہ السلطان۔ ہاں ہماری خلافت روحانی ہے اور آسمانی ہے۔ نہ زمینی۔"

(کادیانی کا حضرت سلطان المعظم کی (جسکو ۲۶ کروڑ مسلمان مذہبی خلیفہ جانتے ہیں) خلافت کو حضرت ممدوح کا اپنے مُنہ کا دعوی قرار دینا اور اپنی خلافت کو (جو درحقیقت شیطان کی خلافت ہے) الہامی اور آسمانی اور روحانی خلافت کہنا۔ اور اُسپر دلیل بُرطبق دست خو وہاں خود اپنی ہی کتاب مجموعہ اباطیل وخزعبل براہین کے ایک الہام (احتلام الشیطان) کو پیش کرنا اسی کادیانی کا کام ہے۔ (جسپر کوئی صاحب شرم وحیا جرءت نہیں کرسکتا) اور اپنے مُنہ سے خود میاں مٹھو بنتا ہے۔ اور پھر اسکا الزام واتہام حضرت سلطان المعظم پر رکھتا۔ اس سے کوئی نہیں پوچھتا کہ حضرت سلطان المعظم نے اپنی زبان مبارک سے کہاں دعوے خلافت کیا ہے۔ انکو تو ۲۶ کروڑ مسلمانوں نے مذہبی خلیفہ تسلیم کیا۔ اور تو اپنے ہی مُنہ سے میاں مٹھو خلیفۃ اللہ بنتا ہے۔ اور اسپر اپنے ہی ایک گوزشتر مندرجہ براہین کی سند لاتا ہے۔ اور پھر اس الزام سے شرم نہیں کرتا۔

کادیانی کی اس توہین کو اُسکے اشتہاروں میں دیکھکر مسلمانوں کا پتہ پھٹنے لگتا ہے اور اُنکی آنکھوں میں خون بھر آتا ہے۔ پھر اسکے اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء میں اُسکا یہ دعوے کہ مینے سلطان روم کی توہین نہیں کی" پڑھکر اور انجمن حمایت اسلام کے جلسہ ۲۷ جون ۱۸۹۷ء میں اُسکے ایک نائب وکیل میاں کریم بخش سابق ٹیچر سیالکوٹ سکول کا (جو زمانہ نبوت کادیانی سے مولوی عبدالکریم صاحب کہلاتا ہے۔) برملا یہ دعوے کہ حضرت اقدس (اکذب) مرزا صاحب نے سلطان المعظم کی توہین میں کوئی فقرہ یا لفظ نہیں کہا۔ جو مدعی ہو وہ ایک فقرہ یا لفظ اُنکے اشتہارات میں دکھاوے سنکر تعجب پر تعجب پیدا ہوتا اور غیظ پر غیظ بڑھتا ہے۔ اور مصرع

؎ چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد ۔ یاد آتا ہے۔ اور ان دروغگویوں کے دعوے انکار کے معنے بجز اسکے کچھ سمجھ میں نہیں آتے۔ کہ جسقدر توہین حضرت سلطان المعظم کی اُنہوں نے کی یہ تھوڑی ہے۔ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اور جسقدر آپ کے دل میں ہے یہ اُسکا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ جو کمال تعجب وافسوس کا محل ہے۔

انجمن حمائت اسلام کے کارکن ممبر جو مرزائی نہیں (کیونکہ مرزائی ممبر کسی افسوس کا محل نہیں وہ جسقدر توہین حضرت سلطان المعظم یا اَور اکابر اسلام کے انجمن کے مکان میں یا انجمن کے جلسوں میں کرتے اسمیں وہ اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہیں) یہی افسوس و شکایت کے محل ہیں کہ اوّلاً اُنھوں نے کادیانی کے نائب کریم بخش سیالکوٹی کو کادیانی کی تقریر پڑہنے کے لیے انجمن کے ہال میں جگہ کیوں دی اور اگر اُنہوں نے عنوان تقریر سے کہ اسمیں ایک عیسائی کے سوالات کا جواب دینا مقصود ظاہر کیا تھا جو لکھا گیا تھا۔ تو پھر عین اس مجلس مین جبکہ کریم بخش نے توہین کے ارتکاب سے انکار کیا تھا۔ ان فقرات کو جو ہمنے اس مضمون میں نقل کئے ہیں۔ کیوں پڑہ کر نہ سنادیا۔ کیا اُسوقت اس جلسہ میں کوئی کارکن ممبر انجمن موجود نہ تھا جو لکھا پڑھا ہو۔ اور کس نے اُن فقرات اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء و ۷ جون ۱۸۹۷ء کو دیکھا ہو۔ کیون نہیں؟ ہوگا۔ اور ضرور ہوگا۔ ایک نہیں کئی حضرات ہونگے۔ پھر وہ کچھ نہ بولے۔ اور نائب دجال کادیانی اپنا کام کرکے چل دیے۔ تو وہ ممبران کیونکر محل افسوس و شکایت نہون۔

امید ہے انجمن ہماری اس شکایت کا ازالہ اور اس نقصان کا جبر و کفارہ عمل میں لائیگی اور آئندہ کسی مرزائی کو انجمن کے مکان میں ایسی تقریر کرنے کا موقعہ نہ دیگی جسمیں وہ اسلام یا مسلمانون کی توہین یا دل آزاری کرسکین۔ اس سے مسٹر حفیظ سالم صاحب لاہوری کی واجبی شکایت کا بھی ازالہ ہو جائیگا۔ جسکو اُنہوں نے پرچہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۷ء میں لالہ صاحب کے اخبار جعفر زٹلی لاہور میں پیش کیا ہے۔

سلہ وہ یہ ہے۔ مسلمان او متبعین مرزا۔ اور انجمن حمایت اسلام لاہور

۲۷ جون ۱۸۹۷ء کو بروز اتوار اسلامیہ کالج لاہور واقعہ شیرانوالہ دروازہ میں ایک جلسہ ہوا جسمین کادیانی علیہ اللعنۃ کی طرف سے اُسکے ایک مرید نے سراج الدین بی۔ اے (جو کچھ مدت سے عیسائی ہوگیا ہے) کے چار سوالوں کے جواب پڑہ کر سنائے۔ چونکہ ہم پہلے ہی تاڑ گئے تھے۔ کہ مرزا ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا چاہتا ہے۔ اور غالباً اس آڑمیں وہ مذہب اسلام اپنے زہریلے۔ اور خلاف

(بقیہ برصفحہ ۱۵۹)

اس بیان کو پڑھکر اور یہ حالات ومقالات کادیانی سنکر ناظرین یقین کرینگے کہ کادیانی کے دل مین سلطنت ٹرکی کی سخت عداوت ہے۔ اور یہی وجہ سے اُسنے حضرت سلطان المعظم اور ان کی سلطنت کی سخت توہین کی ہے جسکی سبب وہ واقعی دشمن اسلام کہلانیکا مستحق ہے۔ اس طعن و توہین کے جواب میں جو کچھ ہمنے ان بریکٹ (خطوط وحدانی میں لکھا ہے اس سے بڑھکر اسلامی اخبارون نے کہا۔ اور حضرت سلطان المعظم کیطرف سے کافی ڈیفینڈ کیا (جواب دیا ہے) اسمقام میں ان اخبارات کا

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۵۷)

اصول اسلام خیالات ظاہر کرنے سے باز نہ آیگا۔ اسلیے ہم اس جلسے میں شامل نہیں ہوے۔ لیکن معتبر لوگوں سے سُنا گیا ہے کہ ہمارا خیال درست نکلا۔ مرزانے جا بجا اپنی شان کے متعلق کہ جو اس کی ہوئی تھی۔ اور حاضرین میں سے اُنکو جو اسی کا ذب مفتری۔ مخرب اسلام۔ اور شیطان بصورت انسان خیال کرتے ہیں۔ سخت رنج ہوا۔ ظاہر ہے۔ کہ مسیح الدجال کو مسیح موعود ماننے والونکی تعداد بہت تھوڑی اور نسبتًا وہ جماعت جو اُسے جھوٹا سمجھتی ہی کئی گنا زیادہ ہے بلکہ جہانتک ہمارا خیال ہے۔ فقط لاہور کے مسلمانون کی تعداد میں سے اگر مخالفین مرزا کا صحیح اندازہ کیا جائے تو کادیانی کے تمام چیلوں سے ہزار گنا زیادہ ہونگے اور اگر متبعین مرزا کے اس تعداد کو جو لاہور میں ہے اسی نسبت دیکھا جائے تو اور بھی زمین و آسمان کا فرق نظر آیگا۔ اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہی۔ کہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے کیئے کر چند آدمیون کی خاطر ہزارہا اہل اسلام کی دل شکنی جائز رکھ کر اپنے مکان مین ایسے جلسہ کی اجازت دی۔ یہ تمام الزام انجمن حمایت اسلام کے کارکن ممبروں اور خاصکر سیکرٹری پر آتا ہے کہ انہوں نے معدودے چند گم کردہ راہ لوگوں کو جنکے ساتھ اُنکا ذاتی تعلق ہے۔ خوش کرنے کے لئے ہزارہا مسلمانونکا دل دکھایا۔ الخ

یہ مسٹر حفیظ سالم کی شکایت بجاہے۔ گر ہمنے سُنا ہی کہ آئندہ انجمن کے مکان میں مرزائی دجالون کو اپنے کفریات کے بیان سے ممانعت ہوگئی ہے۔ اس تجویز سے مسٹر سالم حفیظ کی شکایت کا ازالہ ہوگیا۔ والحمد للہ علی ذالک

خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

"سراج الاخبار جہلم۔ مطبوعہ ۲۱ جون ۱۸۹۷ء میں ہے:۔

" مرزا کادیانی کے جھوٹے دعاوی اور انبیاء علیہم السلام کی نسبت اہانت آمیز"
" تحریریں اگرچہ وقتاً فوقتاً مدت سے سچے مسلمانوں کی نہایت دل آزاری کا باعث ہوئی"
" تھیں۔ مگر اب جو اوسنے ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کو اپنے اس اشتہار میں جسکو (حسین کامی سفیر"
" سلطان روم کے) عنوان سے شایع کیا ہے۔ اور اسمیں خواہ مخواہ خلیفۃ المؤمنین حضرت"
" سلطان المعظم روم خلد اللہ ملکہ اور اُنکی سلطنت پر بیجا حملہ کرکے نہایت بے ادبی استعمال کی"
" ہے۔ اس سے ہندوستان کے ہر طبقہ کے مسلمانوں کو نہایت درجہ کا صرف رنج ہی نہیں"
" ہوا۔ بلکہ صریحاً ثابت ہو گیا ہے۔ کہ یہ شخص نہ صرف ان علمائے کرام اور فضلائے عظام کا ہی"
" دشمن ہے۔ کہ جو اُسکے دعاوی باطلہ اور اقاویل کاذبہ کے مخالف ہیں۔ بلکہ کل روئے زمین"
" کے مسلمانوں اور سچے اسلام کا جانی دشمن ہے۔ اور جسطرح یوروپ میں مسٹر"
" گلیڈسٹون سلطنت روم اور اسلام کا دشمن ہے۔ ویسے ہی ہندوستان میں"
" یہ شخص اُسکا مقلد ہو کر محض اسوجہ سے سلطنت ٹرکی کا بدخواہ بنا ہے۔ کہ اُسکے سفیر نے اپنی ذاتی"
" مشاہدہ سے اسکے برخلاف کیوں رائے دی جو بعینہ ناظم الاخبار لاہور مطبوعہ ۱۵ مئی"
" ۱۸۹۷ء میں درج ہو گئی۔ افسوس وہ خلیفۃ المؤمنین روئے زمین جو محافظ حرمین شریفین"
" ہے حیف وہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم جس سے دنیا بھر کے مسلمانوں اور اسلام کو عزت"
" و شوکت اور فخر حاصل ہے۔ اُسکی نسبت یہ بیباک مقلد گلیڈسٹونی کمال"
" بے ادبی سے۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ اسطرح پر تحریر کرے "کہ ٹرکی سلطنت آجکل تاریکی"
" سے بھری ہوئی ہے۔ اور وہی شامت اعمال بھگت رہی ہے۔ اور ہرگز ممکن نہیں کہ اُسکے"
" زیر سایہ رہکر ہم کسی راستی کو پھیلا سکیں۔ میں نے سفیر کو صاف کہدیا کہ سلطان کی سلطنت کی اچھی"
" حالت نہیں ہے۔ اور میں کشفی طریق سے اُسکے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا۔ اور میرے"

" نزدیک ان حالتون کے ساتھ انجام اچھا نہیں ہے جنے کئی اشارات سے اسبات پر بھی زور دیا "
" کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتون کی قصوروار ہے۔ اور خدا سچے تقوے اور طہارت "
" اور نوع انسان کی ہمدردی کو چاہتا ہے۔ اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے "۔
" جن صاحبونکو ابتدا سے اخبارات پڑھنے کا شوق ہے۔ وہ اس اقتباس سے فوراً معلوم "
" کرسکتے ہیں۔ کہ ٹرکی سلطنت کی نسبت مرزا قادیانی کے فقرات متذکرہ بالا دراصل وہی فقرات "
" ہین جو اس سے پہلے یورپ کا بوڈھا مخبوط الحواس اور اسکے پیرو بکا کرتے "
" اور اپنی دلی بغض و کینہ سے جو انکو اسلام سے ہے۔ ٹرکی سلطنت اور وہان کے مسلمانون کو "
" بدنام کیا کرتے تھے۔ جنکو اب روم و یونان مین ٹرکی سلطنت نے اپنے اعلےٰ درجہ کی شجاعت "
" و لیاقت سے عملی طور پر صرف جھوٹا ہی ثابت نہیں کیا۔ بلکہ مخالفین مذکور کا مارے "
" خجالت و ندامت کے ناطقہ بند کردیا ہے۔ عین جنگ کی حالت میں اپنی جان کے دشمنون کو "
" کھانا کھلانا میدان جنگ میں دشمنون کے مردونکو اپنے پاس سے کفن دیکر عزت سے دفن "
" کرنا قیدیون کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا اونکے عیال و اطفال اور مال کی حفاظت کرنا "
" اور زخمی دشمنونکا ہمدردی سے علاج کرنا۔ ترکون کی یہ ایسی ملکی صفات ہیں کہ جنکی اب ہی "
" مخالفین اسلام شہادتیں دے رہے ہیں۔ اور ترکوں کی تعریف سے رطب اللسان ہیں اب "
" غور کرنا چاہیئے کہ ان اوصاف سے زیادہ اور کونسا سچا تقوے اور طہارت اور انسانی "
" ہمدردی ہوسکتی ہے۔ کہ جس سے ترک بزعم قادیانی عاری ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ "
" ترکی سلطنت زنا۔ شراب۔ دغا۔ بداعتقادی اور کفر کی باتونکی سخت دشمن ہے۔ اور انکی "
" مرتکبین کیلئے اونسے سخت سخت سزائیں مطابق احکام الہی اور شرع محمدی مقرر کی ہوئی ہین قادیانی "
" کے نزدیک اگر ترکی سلطنت صرف انہیں باتوں سے قصوروار ہے کہ وہ سزاؤں کے اجرا "
" سے منہیات اور کفر و شرک کی کیوں روک ٹوک کرتے ہین۔ اور اسکے کفریہ بکواس کی جسکو "
" اپنے زعم میں ؎ برعکس نہند نام زنگی کافور ؎ یہ راستی سمجھتا ہے۔ آزادی کیون نہین دیتی "

"تو یہ صریحاً احکام ربانی کی مخالفت اور معاذ اللہ شرح محمدی پر اعتراض کرنا ہے اور صد لعنت ہے"
"اُس شخص پر جو باوجود دعوے اسلام کے ایسا اعتقاد فاسد رکھے۔"
"کادیانی کے اس لکھنے سے کہ میں نے سفیر کو یہ بھی کہا کہ خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمان کہ"
"مجھ سے علیحدہ رہیگا۔ وہ کاٹا جاویگا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ ثابت ہوتا ہے"
"کہ اُسکا الہام کرنیوالا خدا بھی صرف بیچارے مسلمانوں ہی کا دشمن اور انکے خون کا پیاسا ہے"
"اور جو لوگ اوسکے پیارے رسول اور ربانی اسلام کی وقتاً فوقتاً اپنی تحریروں و تقریروں"
"میں ہتک و بے عزتی کرتے رہتے ہیں۔ اون سے وہ صرف راضی اور خوش ہی نہیں ہے۔"
"بلکہ اس دنیا میں بھی کادیانی اور اُسکے گروہ کے ساتھ باقی رکھنے کیلئے اُنہیں لوگوں کو اُس نے"
"منتخب کیا ہے۔ مگر کادیانی صاحب کو خوب واضح رہے کہ عیسائی و ہنود ایسے نادان نہیں ہیں"
"جو اونکی اس چاپلوسی پر غرہ ہو کر اُنکی طرف سے مطمئن ہو جائینگے۔ الخ۔"

اخبار چودھویں صدی مطبوعہ ۱۵ جون ۱۸۹۷ء میں کادیانی کے اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کے جواب میں بڑا بسیط مضمون سات صفحہ کلان تقطیع کا لکھا ہے۔ ہم اس مقام میں اُسکا انتخاب کرتے ہیں۔ اُسکے پانچویں صفحہ میں کہا ہے:۔

"مرزا صاحب کی نسبت معلوم نہیں کن وجوہات سے گورنمنٹ یا اُسکے بعض حکام کو کچھ"
"بدگمانی پیدا ہو گئی ہے یہ بات عموماً بیان کیجاتی ہے اور اس امر سے سول اینڈ ملٹری گزٹ"
"لاہور نے اسی بنا پر ایک دو دفعہ مرزا صاحب کی مخالفت کی اور گورنمنٹ کو کہا کہ ان سے"
"ہشیار رہنا چاہئے تائید ہوتی ہے ہم نے سول کی اس بے بنیاد بدظنی کی مخالفت کی تھی"
"اور لکھا تھا۔ کہ مرزا صاحب پر کوئی ایسا اشتباہ کرنا نہائت سخت غلطی ہے۔ مگر باین ہمہ"
"مرزا صاحب کو یہ امر سب سے زیادہ معلوم ہوگا۔ کہ وہ کسیقدر مشکوک خیال کئے جاتے ہیں"
"اور مرزا صاحب اکثر اس شک کے رفع کرنے کی کوشش ہی کرتے ہیں چنانچہ حال ہی میں"
"اُنہوں نے ایک رسالہ ۲۲ صفحہ کا تحفہ قیصریہ کے نام سے چھاپا ہے جسمیں انگریزی گورنمنٹ"

"کی برکتوں میں جو ہندوستان کو حاصل ہوئی ہیں ایک یہ سب سے بڑی برکت بیان کی ہے"
"کہ ہندوستان مفلس ہوگیا ہے - اور یہ ہندوستان کی روحانی اصلاح کے واسطے نہایت"
"ضروری تھا - اسیطرح ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے حضور میں اپنے آپ کو حضرت مسیح کا ایلچی بناکر"
"پیش کیا ہے - اور اس رسالہ میں جو آپ انگریزی میں ترجمہ کر کے شایع کئے جانے والا ہے -"
" اور گو یہ تمام ایک فضول اور بیفائدہ امر ہے - لیکن مرزا صاحب نے اپنی طرف سے"
"صفائی پیش کرنے کی کوشش اچھی طرح کرلی ہے - اب سفیر کی ملاقات کے معاملہ میں مرزا صاحب کو"
"ایک ایسی ہی شکل پھر پیش آگئی - جس کا انکو پہلے سے کچھ خیال نہیں تھا - ورنہ نہیں ہوسکتا تھا"
"سفیر مذکور لاہور میں رہے اور وہاں مسلمانوں نے اسقدر دھوم دھام اور شان وشوکت"
"سے انکا استقبال اور مہمانداری کی کہ اُسکی نظیریں بہت کم موجود ہونگی - اسیطرح امرتسر"
"میں انکی خاطر تواضع ہوئی - مگر اس عرصہ میں لاہور یا امرتسر کے مسلمانوں کی نسبت کوئی"
"خیال کسی قسم کا پیدا نہیں ہوا - لیکن جسروز سفیر نے قادیاں میں قدم رکھا اسی روز اخبار"
"پائونیر اور سول اینڈ ملٹری گزٹ نے جو نیم سرکاری اخبارات ہیں - یہ فقرہ چھاپ دیا"
"کہ سفیر قادیان گیا ہے - اور یہ بیان کیا جاتا ہے - کہ وہ ایک خفیہ رپورٹ تیار کر رہا ہے"
"سفیر کی نسبت یہ فقرہ اس بدگمانی نے کہلوایا - جو کم سے کم بعض انگریزوں کو مرزا صاحب"
"کی نسبت ہے - اور غیر متوقعہ ریمارک سے وہ زخم جسکا مرزا صاحب اندمال کرنے کی"
"کوشش کر رہے تھے - پھر تازہ ہوگیا - اور مرزا صاحب کو لینے کے دینے پڑ گئے - لوگ"
"کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے مریدوں نے مرزا صاحب کے ایماء سے یا بغیر انکے اشارہ کے"
"سفیر کو قادیاں جانے کے اسواسطے ترغیب دی تھی تاکہ مرزا صاحب کی کوئی وہ پیشگوئی"
"جسمیں لکھا ہے کہ انکے دروازہ پر سلاطین کے سفیر حاضر ہونگے پوری ہوجائے - مگر جب"
"نماز چھوڑانے کی کوشش میں روزے گلے پڑ گئے تو مرزا صاحب نے اپنی اس"
"پیشگوئی کے پورا ہونے کو فی الحال ملتوی کردیا اور اس الزام سے اپنی بریت کرنا مقدم"

„ خیال کیا۔ جو ان دو انگریزی اخبارون نے اُنپر جڑ دیا تھا۔ اور یہ اشتہار جسمیں سلطان المعظم کو „
„ ناحق طور پر بُرا بھلا کہا گیا ہے۔ اور انگریزی سلطنت کی بلاضرورت اور بے موقع تعریف „
„ کی گئی ہے۔ ان واقعات کا نتیجہ ہے۔ لوگونکو بلاشبہ الہام نہیں ہوتا ہے۔ اور وہ صرف „
„ مرزا صاحب کا حصہ ہے۔ لیکن جن لوگون نے یہ واقعات سُنے ہیں۔ اُن سے یہی استدلال „
„ کیا ہے اور یہی نتیجہ نکلا ہے۔ اس سے زیادہ علم خدا کو ہے یا مرزا صاحب کو ہوگا۔ جو فرماتے „
„ ہیں کہ خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور وہ سب باتین اُنکو بتا دیتا ہے جو صدیون پہلے „
„ ان لوگونکو بھی معلوم تھیں۔ اور انہون نے کہدی تھین۔ جو اس خاص الہام اور „
„ ہمکلامی کے مدعی نتھے „

اور پھر اسکے صفحہ ۶ میں کہا ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

„ کہ "مینے یہ بھی اس (سفیر) کو کہا کہ خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانون میں سے „
„ مجھسے علیحدہ رہیگا وہ کاٹا جائیگا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ اور میں خیال کرتا ہون „
„ کہ یہ تمام باتیں تیر کیطرح اُسکو لگتی تھیں۔ اور میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ جو کچھ خدا نے الہام „
„ کے ذریعہ فرمایا تھا وہی کہا تھا" اور ہمکو یقین ہے کہ مرزا صاحب کی یہ باتیں ہر ایک مسلمان „
„ کے دل میں تیر کیطرح لگین گی۔ جو اس نام اور اس نام سے پکارے جانے والون کے ساتھ „
„ ایک ذرہ بھر بھی محبت اور ہمدردی رکھتا ہو۔ اور مرزا صاحب کے اس الہام کو ایک مجنون „
„ اور مخبوط الحواس شخص کے ہذیان سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں سمجھا جائیگا۔ مرزا صاحب کو الہام „
„ کرنے والے خدا کو صرف مسلمانون سے دشمنی ہے اور وہ مسلمانوں ہی کے خون کا پیاسا ہے۔ „
„ تمام دیگر کفار پر اُسکو کوئی غصہ نہیں آتا ہے۔ صرف دنیا کے چالیس یا پچاس کروڑ مسلمان „
„ مرزا صاحب و اُنکی مبارک جماعت کے واسطے قربانی پر چڑھائے جانے والے ہیں۔ „
„ اور دنیا میں مرزا صاحب اور اُنکی جماعت کے ساتھ باقی رکھنے کے واسطے دنیا کے کفار ہی „
„ منتخب کئے گئے ہیں۔ مگر ان کفار کو بھی اپنی اس خوش قسمتی پر بہت نازان نہیں ہونا چاہئے „

"اگر مرزا صاحب کو پھر غصہ آگیا تو اُنکو بھی کٹوا ڈالیں گے۔ اور دنیا کے واسطے اپنے وجود با جود اور"
"اپنے اشرف والے جماعت کو کافی سمجھیں گے"

(ناقل کہتا ہے۔ صاحب اخبار چودھویں صدی کادیانی کا وہ فقرہ جو ہمنے ص۱۵۲ میں اس کی کتاب آئینہ کمالات سے کوٹ (نقل) کیا ہے۔ توجہ سے ملاحظہ فرمائینگے تو یقین کرینگے اور ایمان لائیں گے کہ وہ غصہ آئیگا کب وہ آیا ہوا ہے۔ مگر دبا ہوا ہے۔ اسکے اظہار و استعمال کے لئے صرف حصول جمعیت و شوکت کی دیر و کسر ہے۔ اور پھر وہ اپنے اس خیال کو کہ کادیانی کی نسبت بغاوت کا خیال بے بنیاد و بدظنی ہے بدل دینگے)

پھر اسی پرچہ کے ص۱۰۷ میں کہا ہے۔

"امیر المومنین حضرت سلطان المعظم غازی عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ کی نسبت جبتک مسٹر گلیڈ سٹون"
"اور کپتین میکال اور انکے چیلوں جیسے درندے دشمن اسلام اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے"
"موجود تھے۔ مرزا صاحب کو کوئی پیشگوئی کرنے کی تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں تھی۔ مرزا"
"صاحب نے تحفہ قیصریہ میں اس امر کی اچھی طرح سے تشریح فرما دی ہے۔ کہ حضرت مسیح کی"
"روح نے اُن میں حلول کیا ہے۔ اور حضرت مسیح پرت اول اور یہ اُنکے مثنی ہیں۔ پس جب تک"
"پرت اول کی اُمت میں مسلمانوں کے ایسے خونخوار دشمن موجود ہیں جیسے گلیڈ سٹون اور کپتین میکال"
"اور اُنکی بیشمار اُمت ہے۔ اور وہ اپنے فرض اور کام کو اچھی طرح سے پورا کر رہے ہیں۔ تو جناب"
"مثنی صاحب کو جبکہ وہ سوائے چند الفاظ بد کہنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ اس تکلیف کی"
"کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ خصوصاً اس حال میں جبکہ انکا الہام اصلی نہیں تھا۔ بلکہ سکینڈ ہینڈ"
"اور براہ راست ٹرکی سے نہیں آیا تھا۔ بلکہ گلیڈ سٹون اور میکال اور ایسے ہی"
"بدگوئیوں کے دماغ اور زبان کی وساطت اور ذریعہ سے حضرت مثنی کے مغز شریعت پر نازل"
"ہوا تھا۔"
"ترکی کے حالات واقعی اور اصلی کو وہ اس لاش سے زیادہ نہیں جانتے جو ایک دو صدیاں"

یعنی پہلے زمین کے نیچے دفن کردی گئی ہو۔" "دولت علیا عثمانیہ کی نسبت جو لوگ ایک عام اور سرسری واقفیت بھی رکھتے ہیں۔ وہ" "اُسکو بخوبی جانتے ہیں۔ کہ یورپ میں صدیوں تک ترکونکی فتح وظفر کی موجین اٹھتی رہی ہیں" "بارہا تمام یورپ نے متفق ہوکر ان کا مقابلہ کیا۔ مگر اس سیلاب کو نہ روک سکے۔ آخر کار" "صرف مسلمان سلاطین کی باہمی خانہ جنگیون اور ترکی فتوحات کی موج افریقہ کیطرف پھرجانے سے" "یورپ کو نجات مل گئی۔ اس زمانہ میں یورپ نے جدید علوم وفنون جنگ اور ہر ایک قسم" "کی اسلحہ میں ترقی کی۔ اور ترکون نے اُن ترقیات کو اختیار کرنے کی پرواہ نہیں کی۔ اور" "یہی امر سلطنت ترکی کے ضعف کا باعث ہوگیا۔ روس۔ انگلستان۔ اور فرانس۔ تینوں نے" "متفق ہوکر سمندر میں ترکوں پر غلبہ حاصل کیا۔ اسکے بعد بھی ترکون نے اپنی وہ کمی جو میدان" "جنگ کے مقابلہ میں تھی پوری کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اور جب کوشش کیگئی تو ایک" "نقصان عظیم اٹھانا پڑا۔ یعنے فوج ینگ چری کو نیست ونابود کرکے کامیابی ہوئی۔ اور" "اس سے اسوقت موجودہ کے واسطے اور کمزوری ہوئی۔ اور اسکے بعد سلاطین کی ذاتی" "کمزوری سے سلطنت کا حال اور بھی خراب ہوگیا۔ گو ترکوں کی شجاعت اور بہادری کو کوئی" "چیز کم نہین کرسکتی تھی۔ جنگ روم وروس میں صرف بعض ترکی افسرونکی نالائقی سے ترکی کو" "نقصان اُٹھانا پڑا۔ مگر اس تمام تاریکی میں جو ترکی کی سلطنت پر چھاگئی تھی۔ خداوند کریم نے" "ایک روشن اور درخشان آفتاب کو پیدا کردیا۔ وہ آفتاب سلطان عبدالحمید خان غازی" "خلد اللہ ملکہ تھے۔ اس جوان مرد جوان ہمت ثابت قدم اور مستقل مزاج سلطان نے اپنے ملک" "کی ضروریات کو کماحقہ سمجھ لیا۔ اور ایسی سرگرمی اور جوش اور استقلال کے ساتھ اُنکے مہیا کرنیمیں" "مصروف ہوا۔ کہ اپنی ذات کے واسطے اُسنے آرام اور آسائش کو حرام کرلیا۔ چار معزز" "عیسائی شخصوں نے جنمیں دو سفیر انگریزی اور دو سفیران امریکہ ہیں۔ اپنے اپنے تجربوں سے" "یہہ شہادت دی ہے۔ کہ سلطان عبدالحمید خان اپنے تمام ہمعصر سلاطین میں سب سے بزرگ"

" شاہنشاہ ہے - (دیکھو انگلنڈ اینڈ یوین مورخہ ۵ امئی ۱۸۹۷ء) لارڈ ڈفرین نے اپنی تجربات "
" زمانہ سفارت کے بعد یہ بیان کیا - کہ سلطان عبدالحمید خان اپنی جفاکشی نفس کُشی شاقہ محنت کی "
" برداشت اور اپنے ملک اور قوم کی اصلاح کی کوششوں میں تمام سلاطین عثمانیہ سے سب سے بزرگ "
" مرتبہ رکھتا ہے - (یہ مضمون لمبا ہے - اور ہم اُسکا آئندہ پرچہ میں پورا ترجمہ چھاپ دینگے -) "
" اس قسم کی ہزارہا شہادتیں اس بزرگ شخص کی تعریف میں موجود ہیں - جو اُسکی مسلمان رعایا نے "
" نہیں بلکہ غیر ممالک عیسائیوں نے اپنے اپنے تجربات سے دی ہیں - اور صرف چند الفاظ نہیں "
" بلکہ اُسکے حالات پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں - "
" سلطان المعظم کے ان اوصاف حمیدہ اور ان بزرگ کوششوں کا نتیجہ تمام دنیا نے دیکھ "
" لیا ہے - ایک شخص کام کرنے والا اور جو نتائج اسکے کام نے پیدا کئے ہیں اُسکی نظیر دنیا کے "
" تاریخ کے صفحوں میں بہت کم ملے گی - سب سے پہلے اور بڑی کوشش تعلیم اور ہر ایک قسم "
" کے علوم وفنون کی اشاعت کے واسطے کی گئی - اور ہر ایک قسم کی جدید اور قدیم تعلیم نے اسقدر "
" حیرت انگیز طور پر ترقی کی ہے - کہ اوسکو سُنکر دولت عثمانیہ کے دشمنوں کے دل پھٹ جانے "
" چاہیئے - اعلے تعلیم کیواسطے صرف قسطنطنیہ میں آج سے پانچ سال پہلے ہر ایک قسم کے علوم "
" وفنون کی تعلیم کے بارہ کالج موجود تھے - اور اسکے بعد جتنے اور جدید دارالعلوم جدید تعلیم "
" کے قائم ہونے کی خبریں سنی ہیں - وہ سب ملاکر بیس تک پہنچ گئے ہونگے - "
" یہ دارالعلوم یورپ کے کسی ملک کے کالجوں اور یونیورسٹیوں سے کسی امر میں کم نہیں "
" ہیں - ابتدائی اور درمیانی تعلیم کے مدرسوں کا تو اندازہ کرنا مشکل ہے - ہر ایک گاؤں "
" اور قصبہ تک میں مدرسے قائم ہو چکے ہیں - اور تعلیم کا خرچ سالانہ تین کروڑ روپیہ سے بھی "
" زائد ہو گیا ہے - اسکے علاوہ عربوں کی تعلیم کے واسطے ایک عظیم الشان کالج عرصہ سے "
" کھلا ہوا ہے - اور جس اہتمام سے عربوں کو تعلیم دیجا رہی ہے - اُسکی کوئی نظیر عرب کی گذشتہ "
" تاریخ میں موجود نہیں ہے - قدیم تعلیم کا اہتمام اسکے علاوہ ہے - اور یہ تمام سلطان حال کی "

" کوششوں اور علمی ترقی کے شوق کا نتیجہ ہے۔ آج کل اخبارات میں مشتہر ہوا کہ حضرت سلطان نے "
" تھسلی میں جو تازہ مفتوحہ صوبہ ہے۔ مدارس کھول دیئے جانے کا حکم دیدیا ہے۔ ہر ایک قسم کے "
" علوم و فنون اور جنگی اور بحری اور عام اعلےٰ وادنےٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ جس دوسری چیز کا حضرت "
" سلطان کو فکر رہا ہے۔ اور جس کام کو وہ ویسی ہی سرگرمی سے کرتے رہے ہیں۔ وہ ترکی فوج "
" کو جدید اصول جنگ کے مطابق تربیت اور مسلح کرنا تھا۔ اس امر میں جو اس اپنی قوم کی عزت "
" اور آبرو کے عاشق اور رشید السلطان کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اسکو تمام دنیا نے تسلیم "
" کرلیا ہے۔ دس لاکھ سپاہی تربیت یافتہ اور جدید اسلحہ سے مسلح ترکی نے تیار کردیا ہو جسمیں "
" ترکوں کے علاوہ عربوں۔ کردوں۔ چرکسوں۔ کی ایک بہت بڑی تعداد بھی داخل کرلی گئی ہے۔ "
" اور انکی تربیت کو تمام یورپ کی طاقتوں نے صرف تسلیم ہی نہیں کیا۔ بلکہ اپنے سپاہیوں کے "
" اخلاق اور تربیت پر نظر ڈالکر شرمندہ ہوتے ہیں۔ "
" ترکوں نے جو شجاعت برداشت حُسن اخلاق اور نیکی اور احسان اور فیاضی مغلوب دشمن کے "
" ساتھ ظاہر کیا ہے۔ اُسکی بھی کوئی نظیر کسی لمبی چوڑی تہذیب کی مدعی قوم نے ظاہر نہیں کی۔ "
" ہمکو اپنی سرحد کے تازہ واقعات کے حالات معلوم ہیں۔ کہ مسلمانوں کی لاشیں اور ڈاڑھیاں "
" جلائی جاتی تھیں۔ انکی بے پناہ عورتوں کو بے آبرو کیا جاتا تھا۔ اور ایسے ایسے ظلم کئے جاتے "
" تھے۔ جنکو سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ غرض دولت علیا عثمانیہ کی نسبت جہان تمام "
" بالخصوص یورپ کی طاقتوں کو اُنکی تازہ جنگی زندگی پر سخت تعجب اور حیرت ہوئی ہے۔ وہاں اس امر کو "
" بالاتفاق تسلیم کرلیا گیا ہے کہ ترکی نے اپنی عزت اور رتبہ پھر دنیا کی سب سے بڑی سلطنتوں کے "
" برابر قائم کرلیا ہے۔ اور یورپ کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت تنہا اور بعض صورتوں میں دو "
" دو تین بھی ترکی کا بال بیگا نہیں کرسکتی ایک عیسائی سلطنت نے چند روز ہوئے ہیں۔ کہ "
" ایک دوسری سلطنت کو اس امر پر آمادہ کیا کہ دردانیال میں سے گذر کر سلطان کو پکڑ لیا جائے "
" لیکن اب اُنکو معلوم ہوگیا ہے کہ یہ کوشش صرف انکی اپنی تباہی کا باعث ہوتی۔ کیونکہ دردانیال "

"کے تمام قلعون کے سلسلہ پر اندر اور باہر کیطرف دس بارہ ہزار توپیں چڑہی ہوئی ہیں جو دانستہ"
"گذرنے کی کوشش کرنیوالے کے واسطے کافی ہیں۔ کیونکہ وہ توپیں زنگ خوردہ نہیں ہیں"
"بلکہ اُنکے بہر نگ ہین۔ جنہون نے ایک لاکھ یونانیون کو ایک ہفتہ میں اُنکے گہر پہنچا دیا ہے"
"ترکی کی یہ حیرت انگیز اور عظیم الشان ترقی اور یہ تازہ زندگی صرف عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ"
"کی سر توڑ اور اَن تہک کوششونکا نتیجہ ہے۔ اس بزرگ کی تمام عمر اسی فکر اور غم اور اندیشہ"
"میں گذر گئی ہے۔ ایک مسلمان کا اسوقت دل بہر آتا ہے جب وہ سلطان کی نسبت سنتا ہی"
"کہ اُنکے زرد چہرہ پر غم اور اندیشہ کے آثار ہر وقت پائے جاتے ہیں۔ یہ غم اور اندیشہ صرف"
"اس کھوئی ہوئی عزت اور آبرو کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوششوں کا ہے۔ یہ غم اور اندیشہ"
"اپنے ملک اور قوم اور اسلام کی عزت اور آبرو کو پھر دنیا میں قایم کرنے کا ہے۔ یہی غم اور"
"اندیشہ اسلام کے قدیم اور تاریخی دشمن عیسائیون سے اسلام اور مسلمانی کو بچا لینے کا ہے۔"
"اسکے سوا کسی اَور چیز کا نہیں ہے۔ ترکوں کی قوم ہمیشہ اپنی شجاعت اور حسن اخلاق کے"
"واسطے مشہور ہین۔ لیکن سلطان المعظم کے اخلاق حمیدہ نیکی فیاضی اور حب قوم کے خیالات"
"کے نمونہ نے تمام قوم کو ان اوصاف میں دنیا کے سامنے ایک نمونہ بنا دیا ہے۔ حضرت"
"سلطان بذات خود جسقدر نیکی اور فیاضی اور احسان کے کام کرتے ہیں وہ اپنا نظیر"
"ہی نہیں رکھتے۔ اسقدر یتیمون اور بیواؤن اور عاجزون اور درماندون غریب الوطن"
"مسافرون اور حاجیوں کی خدمت اپنی جیب خاص سے کرتے ہیں۔ کہ اُسکا شمار نہیں ہو سکتا"
"اور یہی احسانات عیسائی رعایا کے ساتھ مرعی رکھے جاتے ہیں۔ یورپ کے ممالک سے"
"جتنی دفعہ مظلوم یہودی عیسائیون کی شائستگی اور ہمدردی نوع انسان کے ثبوت میں"
"بے خانمان اور خانہ ویران کر کے اُنکے بال بچوں کے ساتھ نکال دیئے گئے۔ سلطان عبدالحمید خان"
"سے بڑھ کر کس سلطان اور کس شخص نے انکو پناہ ملک زمین اور گھر رہنے کے واسطے دیئے"
"ہیں لکھو کہا مسلمان جو ہر سال عیسائی سلطنتون اور ریاستون کے ظلم سے اپنے گھر بار اور"

" املاک چھوڑ کر آوارہ اور مصیبت زدہ نکل آتے ہیں۔ انکو کون پھر گھر اور جائداد میں زمین "
" اور آرام اور پناہ دیتا ہے۔ "
" مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ٹرکی کی انکو اچھی حالت نہیں نظر آتی۔ انجام اچھا نہیں "
" نظر آتا۔ وہ خدا کے نزدیک کئی باتوں کی قصور وار ہے۔ تقوےٰ اور طہارت اور نوع انسان "
" کی ہمدردی اسمیں نہیں ہے۔ اسواسطے وہ برباد ہونے والی ہے۔ یہ تمام مہمل جملے اس قسم "
" کے ہیں۔ جو ایک ہوشیار جاہل اور چالاک ناواقف شخص کی زبان سے نکلتے ہیں جو صاف "
" طور پر کہنے کی جرأت نہیں کرتا۔ زیادہ سے زیادہ ان سے یہ سمجھا جاسکتا ہے۔ کہ ظالم "
" عیسائیوں نے جو پچھلے دنوں میں آرمینیا کے فساد میں سلطان اور ترکوں پر جھوٹے اور "
" بے اصل الزام لگائے تھے۔ اور جنکی خود عیسائیوں کی ایک تحقیقات کرنے والے جماعت "
" نے تکذیب اور تردید کر دی تھی۔ انکی طرف اشارہ ہے۔ مگر ان حالات کی تحقیق کے بعد اب "
" صرف ایک **کینن میکال اور گلیڈسٹون کا چیلہ** ہی۔ (یعنے مثلاً کادیانی)، "
" جسکو اپنی عمیق خونی سازشوں میں ناکامی ہوئی تھی۔ پھر ان جھوٹے الزامات کا نام لے سکتا ہے "
" انصاف کرنا چاہیئے کہ سلطان اور ترکوں کو اپنی رعایا آرمینیا سے بہت دشمنی تھی۔ اور انکی "
" جان کے دشمن تھے۔ لیکن یونانی عیسائی جو فوجیں لیکر چڑھ آئے تھے انکو فتح کرنے کے بعد "
" انہیں ظالم اور بے رحم ترکوں کو صرف رحم اور احسان کرنا ہی آتا تھا۔ اور ایک سال چھ مہینے "
" میں ہی ان کی فطرت تبدیل ہوگئی تھی۔ (کہ انہوں نے یونانیوں سے وہ سلوک کیا جس کے "
" دشمن بھی ثناخوان ہوگئے) "
" اب رہی نوع انسان کی عام ہمدردی وہ معلوم نہیں ہمارے رسول جدید کی فہم اور "
" رائے میں کیا چیز ہوتی ہے۔ کیا وہی ہمدردی ہوتی ہے۔ جو روس نے لکھو کہا مظلوم یہودیوں کی "
" نسبت اور پولینڈ میں ظاہر کی تھی۔ اور سائبیریا میں ہمیشہ ظاہر کیجاتی ہے۔ کیا وہی "
" ہمدردی ہوتی ہے۔ جو تمام عیسائی قومیں اور سلطنتیں افریقہ کے بے زبان نوع انسان کی "

„ نسبت ظاہر کرتے ہیں جنکو خشک گھاس کیطرح کاٹا جا رہا ہے۔ جنکو سیخوں پر چڑھا کر بھونا جاتا ہے "
„ جنکے خون سے تمام افریقہ کی زمین سُرخ ہو گئی ہے۔ کیا وہی ہمدردی ہوتی ہے۔ جو آرمینیا "
„ کے عیسائیوں کی جھوٹی سازشوں اور مفسدون کے واسطے جوش میں آگئی تھی۔ لیکن اس "
„ ہمدردی کی پھوٹی ہوئی آنکھوں کے سامنے کریٹ میں بے بنیاد اور مظلوم مسلمانوں کو ذبح کر ڈالا "
„ ہزارہا مسلمان عورتین بچے بوڑھے۔ گھروں میں پہاڑ کی غاروں میں بند کر کے جلا دیے گئے "
„ اور لکھوکھا مسلمان اپنے گھروں سے بے گھر خانہ ویران اور سرگردان جنگلون اور پہاڑون "
„ میں ٹکراتے اور مصیبت اور فاقون سے جان دیتے پھر رہے ہیں۔ "
„ اس نوع انسان کی ہمدردی کی مثالین خود ہمارے ملک کی زمین سے لوگ کافی جمع "
„ کر دینگے۔ عیسائیوں کی نوع انسان کی ہمدردی ایک جھوٹا فقرہ اور جھوٹا جملہ ہے۔ جو اُنکی "
„ زبان سے نکلتا ہے۔ ہر ایک کو حرف اپنے مدعا۔ اور اپنی غرض سے ہمدردی ہے۔ اور "
„ بڑے پیمانہ میں سوائے عیسائیت کے تمام دنیا کو غارت کر دینے سے روس سے جب ستم رسیدہ "
„ یہودی نکالے گئے تھے۔ یہ ہنڈ اور سا بیریا کے قصے تمام جہان میں مشتہر کیے گئے تھے۔ تو کونسی "
„ عیسائی طاقتین انکی ہمدردی کے واسطے کھڑی ہوئی تھیں۔ یا کس نے اس کو ٹوکا بھی تھا۔ آج "
„ افریقہ میں ایک دوسرے کے مظالم کو مشتہر کرنے سے بڑھ کر کیا کیا جاتا ہے۔ ہمکو کوئی ایک واقعہ "
„ اس قسم کا بتا دیا جائے۔ کہ عیسائی سلطنتوں اور عیسائیوں نے کسی قسم اور فرقہ کے جو عیسائی "
„ نہیں تھا۔ خود مختارانہ اور بے غرضانہ ہمدردی کی ہو گذشتہ ہزار برس میں ہم دعوی سے کہتے "
„ ہیں کہ جسقدر خونریزی عیسائیوں نے کی اور کرائی ہے۔ اُسکا ایک ہزارواں لاکھواں "
„ حصہ بھی مسلمانون نے نہیں کی۔ اور نہیں کرائی۔ پس عیسائیوں کی قوم اور عیسائی طاقتون "
„ کی یہ انسانی ہمدردی ہے۔ جسکی وجہ سے ہمارے رسول جدید کے الہام کی رو سے انکو کوئی "
„ آنچ نہیں آنے والی ہے تمام عیسائی دنیا میں بے خلش رہ جانے والے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی یکہی "
„ ہی بزرگ سلطنت اس ہمدردی کے نہ ہونے کے سبب سے برباد ہو جانیوالی ہے۔ "

" ہم دعوے کرتے ہیں اور اس دعوے کو ہر ایک شخص کے سامنے ثابت کر دینے کو تیار ہیں "
" کہ جسقدر نیکی اور فیاضی اور احسان اور غربا پروری اور محتاجون کی خدمت اور یتیمون "
" اور بیواؤں کی پرورش اور دریا دلی اور مظلومون سے رحم اور ہمدردی سلطان عبد الحمید خان "
" نے اپنی ذات سے کی ہے اُسکے مقابلہ میں اُنکے ہم عصر سلاطین میں کسی شخص نے اسکا عشر عشیر "
" بھی نہیں کیا ہے۔ حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی ذات ستودہ صفات کی جسقدر تعریفین بلحاظ "
" اس اقبال مندی اور فتوحات ملکی اور امن و آسائش کے جو انکی رعایا کو نصیب ہوئیں کیجائین "
" وہ بہت کم ہیں۔ لیکن ہر ایک شخص جانتا ہے۔ کہ انگلستان اور ہندوستان کی رعایا سے کوئی "
" نیکی بدی کرنے کا اُنکو براہ راست اختیار اور موقع نہیں ہے۔ اگر حضور ممدوحہ کی نیک نیتی "
" کی تھیوری میں مرزا صاحب نے تحفہ قیصریہ میں کئی صفحات لکھے ہیں تو ایک لفظ تو اس "
" ایک دوسرے نیک نیت سلطان کیواسطے کھدیا ہوتا۔ مگر وہان مقصود ہی کچھ اور ہے۔ "
" ٹرکی سلطنت کی بربادی کا ایک باعث تقوے اور طہارت کی ضرورت مرزا صاحب نے بیان "
" کی ہے۔ ان لفظون کے بھی جو معنے نے بطن قابل ہون۔ ان کا تو ہمکو علم نہیں ہے لیکن "
" مسلمان جسکو تقوے اور طہارت کہتے ہیں۔ وہ صرف اسی بزرگ اسلامی سلطنت میں پایا جانا "
" چاہیے۔ اور پایا جاسکتا ہے۔ کیا سوائے ٹرکی کے کسی سلطنت میں خداوند ذوالجلال وحدہٗ "
" لاشریک کا نام مسجدون میں اس کثرت سے لیا جاتا ہے۔ کیا کوئی سلطنت سوائے ٹرکی کے "
" اس بزرگ نام اسلام کی حمایت اور حفاظت کرتی ہے۔ کیا اسلامی تقوے اسلامی طہارت کسی "
" عیسائی سلطنت میں پایا جاتا ہے۔ اور پایا جاسکتا ہے۔ کیا کسی اور سلطنت میں اس تقوے "
" اور طہارت کی تعلیم ہوتی ہے۔ کیا سوائے ٹرکی کے کوئی اور سلطنت حرمین الشریفین کی خادم "
" اور محافظ ہے۔ کیا سوائے ٹرکی کے کوئی سلطنت شرفا اور سادات مکہ کو لکھوکھا روپیہ "
" پرورش کیواسطے دیتی ہے۔ کیا کسی اور سلطنت میں حضرت سرور کائنات فخر موجودات "
" صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کی عزت اور ادب کو قایم رکھنے اور اس پاک نبی کے کلام اور احکام "

"اور مشن اور مدعا کی حمایت اور حفاظت کیجاتی ہے۔ پس غور کرنا چاہیئے کہ یہ اسلامی سلطنت
"تو بربادی چاہتی ہے۔ اور باقی دنیا کی کافر سلطنتیں آبادی اور سرسبزی چاہتی ہیں اگر
"خدانخواستہ ٹرکی سلطنت کو کوئی نقصان کبھی پہنچ سکتا ہے تو تمام دنیا اور ایک عام سے عام
"آدمی بھی جانتا ہے۔ کہ وہ اسوجہ سے نہیں ہوگا۔ کہ وہاں تقوےٰ و طہارت نہیں ہے۔ بلکہ
"اس سبب سے کہ عیسائی سلطنتیں صرف اسکے ایک مسلمان ہونے کی وجہ سے درپے ہیں۔ لیکن ان
"عیسائیوں میں دشمنوں کے ساتھ دوست بھی موجود ہیں۔ اور خداوند کریم اس سلطنت کا حافظ
"ومددگار ہے۔ جسکا سچا نام سب سے زیادہ وہیں پکارا جاتا ہے۔"

اور پرچہ چودھویں صدی مطبوعہ ۸ جولائی ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے۔

"جب مرزا صاحب اور انکے تمام الہامات اور انکی امت شامل ہوکر ترکی گورنمنٹ کے ارکان
"اور عمائد اور وزرا کے عیوب تفصیلاً ہمکو بتائیں گے۔ ان میں تقوےٰ اور طہارت کی کمی کو ثابت
"کردینگے۔ اسوقت معلوم ہو جائیگا کہ یہ سب کچھ مرزا صاحب کے اپنے نور فراست اور الہام
"سے کہا گیا تھا۔ یا مسٹر گلیڈسٹون اور کپتان میکال کی نور فراست اور الہام ایمانی
"بھی کام کر رہے تھے۔ اگر مرزا صاحب اپنے دعوے میں کامیاب ہوگئے۔ تو انکی پردہ دری
"کامل درجہ تک پہنچ جائے گی۔ اور پھر کسر باقی نہ رہیگی۔"

اور اُسکے صفحہ ۶ میں کہا ہے۔

"" یہ نوع انسان کی ہمدردی وہی ہے جو گلیڈسٹون نے مرزا صاحب کو سکھلائی ہے
"اور یہی ٹرکی میں نہیں ہے۔"
"حماقت تو یہی ہے کہ ایک عام شخص کے حال کے اچھا یا برا ہونے پر سلطنت روم کی
"قسمت کا فیصلہ کر دیا گیا۔ مگر اب اس تماشہ کو دیکھیے کہ آپ فرماتے ہیں کہ مینے سلطان کی ذاتیات
"سے کوئی بحث نہیں کی۔ اگر نہیں کی تو یہ کیا لکھا کہ مسلمانوں کے ساتھ انکی ذات کیوجہ سے
"محبت ہے۔ یا انکی سلطنت کی وجہ سے اسکی ذات کی خیر منائی جاتی ہے۔ یا انکی سلطنت کی"

"اے نادان شخص مسلمانوں کو سلطان کی ذات سے اور سلطان سے صرف اُسکی اسلامی سلطنت"
"کی وجہ سے محبت ہے۔ اگر خدانخواستہ وہ سلطنت نہ رہے تو سلطان سے محبت کی کونسی وجہ"
"باقی رہجائے گی۔ سلطان کی ذات کو بُرا کہنے میں کچھ کسر باقی رہ جاتی ہے۔ جب اُس کی"
"سلطنت کی بربادی اور زوال منایا جائے۔ یہ تو وہ کیفیت ہوگئی کہ ایک شخص کو کہا جائے"
"کہ تیرے بچے مرجائیں۔ تیرا خانہ خراب ہوجائے۔ اور پھر عذر یہ پیش کیا جائے کہ مینے"
"تیری ذات سے کوئی بحث نہیں کی۔ صرف تیرے بچوں اور گھر سے بحث کی ہے۔ اس ہیڑپھیری"
"اور توڑ جوڑ منطق سے برتر نہیں ہوسکتی۔ مگر مرزا صاحب سے اسکے سوائے کسی چیز کی توقع"
"کرنا ہی غلط ہے ؎ رہا ہیڑ ہا مثال پیش کردم ۔ کبھی کج بحث کو سیدھا نہ پایا"

ایسے ہی تمام اسلامی اخباروں میں کادیانی کی خدمت گذاری ہوئی۔ اور اسلامی دنیا میں وہ دھوم مچ گئی کہ کادیانی نے حضرت سلطان المعظم کی بلا وجہ و ناحق سخت توہین کی ہے۔ جس سے اسکے کئی پیرو اور اسپر حسن ظن رکھنے والے (جو اسکے اندرونی اور پورے ہمراز اور اسکے اصل مشن کے مشیر نہ تھے۔ بلکہ وہ صرف اصول و مسائل اسلام سے ناواقفی یا اُس کی ملمع سازی سے اسکے دام محبت و اعتقاد میں پھنسے ہوئے تھے) چونک پڑے اور بدظن ہوگئے اور عام مجلسوں او خاص دوستوں میں اپنے انحراف و بدگمانی کے مظہر ہوئے۔ انکے اس مضمون کے کئی خط سملہ و بلوچستان وغیرہ سے ہم جیسے مخالفین کادیانی کے پاس آئے ہوئے موجود ہیں۔ تو ضرور ہے کہ خود اُسکے پاس بھی پہنچے ہونگے۔ اور ایک کادیانی کے جیسے حواری اور ولی معتقد نے تو ایک مجلس عام میں ایسا یہ بتا اُسکے حق میں یہہ شعر پڑھ سنایا ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔ میلش اندر طعنۂ پاکان دہد۔ چنانچہ اخبار چودھوین میں لکھا ہے۔

"مرزا صاحب نے سلطان المعظم غازی عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ کی نسبت ایسی ناسزا باتیں کہنے سے"
"نہایت برائی اور ظلم اور بیرحمی کی ہے۔ اور مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔ اور ایسی حرکات خود"
"مرزا صاحب کے واسطے کچھ اچھی پیشگوئی نہیں ظاہر کرتے ہیں۔ ہمارے اور ہماری قوم کے"

"ایک بزرگ اور مخدوم نے جب یہ اشتہار پڑھا تو باوجود اس خاص عقیدت کے جو وہ"
"مرزا صاحب سے رکھتے تھے۔ اور اب وہ کچھ روز سے اور پختہ ہو چلی تھی۔ یہ شعر بیاختہ"
"انکے منہ سے نکل گیا۔ کہ ؎"
"چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✤ میلش اندر طعنۂ پاکان برد"
"ایک پیر مرد سیاح جو پاس بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے دوسرے مصرعہ کی یوں اصلاح"
"کردینی چاہی۔ کہ ؎ میلش اندر طعنۂ سلطان برد ✤"

اور یہ پرچہ کادیانی کی نظر سے گذرا تب اسکی آنکھ کھلی۔ اور دام افتادہ اُلوؤں۔ اور کرایہ کے ٹٹوؤں کے لئے آٹے دال کی اور اپنے نفس نفیس وحرم شریف کیلئے گوشت پلاؤ اور سونے چاندی اور کستوری آمیز یاقوتیوں کی فکر پڑی۔ کہ معتقد بگڑے تو پیر لنگر کہاں سے چلیگا۔ اور انکی قوت قائم رکھنے کا مصالحہ کہاں سے آئیگا۔ یہ سوچکر آپنے ۲۵ جون ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار جاری کیا جسکے چند فقرات اسمقام میں نقل کئے جاتے ہیں۔

اسکے پہلے صفحہ میں ہے۔

"آجکل ہمارے مخالفوں کو گالیاں دینے کے لئے یہ نیا بہانہ ہاتھ آگیا ہے۔ کہ انہوں نے ہمارے"
"ایک اشتہار کے الٹے معنے کرکے یہ مشہور کردیا ہے۔ کہ گویا ہم سلطان روم اور اسکی سلطنت"
"اور دولت کے سخت مخالف ہیں۔ اور اسکا زوال چاہتے ہیں۔ اور انگریزون کی حد سے زیادہ"
"خوشامد کرتے ہیں۔ اور انگریزی سلطنت کی دولت اور اقبال کے لئے دعائیں کرتے ہیں"
"معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر حصونمیں بعض پر افترا اشتہارون اور"
"اخبارون کے ذریعہ سے یہ خیال بہت پھیلایا گیا ہے۔ اور عوام کو دہوکہ دینے کے لئے"
"ہمارے اشتہار کی بعض عبارتین محرف اور مبدل کرکے لکہی گئی ہیں۔ اور اسطرح پر"
"بیوقوفون کے دلوں کو جوش دلانے اور ابہارنے کے لئے کارروائی کی گئی ہے۔ اور"
"ہم اگرچہ جعلسازوں اور دروغگوؤں کا مُنہ تو بند نہیں کرسکتے۔ اور نہ اُنکی بدزبانی اور گالیون"

اور ڈوموں کی طرح تمسخر اور ٹھٹھے کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انکی ظالمانہ بدزبانی کو خدا تعالےٰ کی غیرت کے حوالہ کر کے اُنکے اصل مدعا کو جو وہ یہ ہے کہ ناواقفوں پر اثر ڈالنے سے روکا جاوے پس اسی غرض سے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے۔

ہر ایک مسلمان عقلمند بھلا مانس نیک فطرت جو اپنی شرافت سے سچی بات کو قبول کرنے کے لئے طیار رہتا ہے۔ اس بات کو متوجہ ہو کر سنے کہ ہم کسی ادنے سے ادنے مسلمان کلمہ گو سے بھی کینہ نہیں رکھتے چہ جاے کہ ایسے شخص سے کینہ ہو جسکے ظل حمایت میں کروڑہا اہل قبلہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور جنکی حفاظت کے نیچے خدا تعالےٰ نے اپنے مقدس مکانوں کو سپرد کر رکھا ہے۔ سلطان کی شخصی حالت اور اُسکی ذاتیات کے متعلق نہ ہمنے کبھی کوئی بحث کی اور نہ اب ہے۔ بلکہ اللہ جل شانہ جانتا ہے کہ ہمیں اس موجودہ سلطان کے بارہ میں اس کے باپ دادے کی نسبت زیادہ حُسن ظن ہے۔ ہاں ہمنے گذشتہ اشتہارات میں ترکی گورنمنٹ پر بلحاظ اسکے بعض عظیم الدخل اور خراب اندرون ارکان اور عمائد اور وزراء کے نہ بلحاظ سلطان کے ذاتیات کے ضرور اس خداداد نور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے۔ چند ایسی باتیں لکھی ہیں جو خود اُنکے مفہوم کے خوفناک اثر سے ہماری دلپر ایک عجیب درد وطاری ہوتی ہے۔ سو ہماری تحریر جیسا کہ گندے خیال والے سمجھتے ہیں کسی نفسانی جوش پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ اس روشنی کے چشمہ سے نکلی تھی۔ جو رحمت الٰہی نے ہمیں بخشا ہے۔ اگر ہمارے تنگ ظرف مخالف بدظنی پر سرنگوں نہوتے تو سلطان کی حقیقی خیرخواہی اسمیں نہ تھی کہ وہ چھوٹوں اور چاروں کی طرح گالیوں پر کمر باندھتے۔ بلکہ چاہیئے تھا کہ آیت ولا تقف ما لیس لک بہ علم پر عمل کرکے اور نیز آیت ان بعض الظن اثم کو یاد کر کے سلطان کی خیرخواہی اسمیں دیکھتے کہ اُسکے لئے صدق دل سے دعا کرتے۔ میری اشتہار کا بجز اسکے کیا مطلب تھا۔ کہ رومی لوگ تقوے اور طہارت اختیار کریں۔ کیونکہ آسمانی قضا و قدر اور عذاب سماوی کے روکنے کے لئے تقوے اور توبہ اور اعمال صالحہ

جیسے اور کوئی خیر خواہ نہیں - مگر سلطان کے نادان خیر خواہون نے بجائے اُسکے مجھے گالیان دینی شروع کردیں - اور بعضون نے کہا کہ کیا سارے گناہ سلطان پر ٹوٹ پڑے - اور یورپ مقدس اور پاک ہے جسکے عذاب کے لیے کوئی پیشگوئی نہیں کیجاتی - مگر وہ نادان نہیں سمجھتے - کہ سنت اللہ اسیطرح پر جاری ہے - کہ کفار کے فسق و فجور اور بت پرستی اور انسان پرستی کی سزا دینے کے لیے خدا تعالےٰ نے ایک دوسرا عالم رکھا ہوا ہے جو مرنے کے بعد پیش آئیگا - اور ایسی قومون کو جو خدا پر ایمان نہیں رکھتین اسی دنیا میں مورد عذاب کرنا خدا تعالےٰ کی عادت نہیں ہے - بجز اس صورت کے کہ وہ لوگ اپنے گناہ میں حد سے زیادہ تجاوز کرین - اور خدا کی نظر میں سخت ظالم اور موذی اور مفسد ٹھہر جائیں - جیسا کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ مفسد قومیں متواتر بیباکیاں کرکے مستوجب سزا ہوگئی تہیں - لیکن خدا تعالےٰ مسلمانوں کی بیباکی کی سزا کو دوسرے جہان پر نہیں چھوڑتا - بلکہ مسلمانون کو اونکے قصور کے وقت اسی دنیا میں تنبیہ کی جاتی ہے "

اسکے بعد اپنی وہی پرانیں لن ترانیان ہانکی ہیں کہ میں مسیح موعود ہون اور مین نے فلان فلان نشان دکھائے - مسلمان میرے نشانونکو دیکھ کر میرے پیرو ہوتے نہ یہ کہ مجھے لعنتیں سُناتے "

پھر اسکے صفحہ ۷ میں کہا ہے -

افسوس کہ پرچہ چودہویں صدی ۱۵ جون ۱۸۹۷ء میں بھی بہت سی جزع فزع کے ساتھ سلطان روم کا بہانہ رکھ کر نہایت ظالمانہ توہین و تحقیر و استہزا اس عاجز کی نسبت کیا گیا ہے - اور گندے اور ناپاک اور سخت دہوکہ دینے والے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں - اور سراسر شرارت آمیز افترا سے کام لیا گیا ہے - مگر کچھ ضرور نہیں کہ میں اُسکے رو میں تضیع اوقات کرون - کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے جسکے ہاتھ میں حساب ہے لیکن ایک

عجیب بات ہے جسکا اسوقت ذکر کرنا نہائت ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ جب یہ اخبار چودہویں صدی میرے روبرو پڑھا گیا۔ تو میرے روح نے اسمقام میں بددعا کیلئے حرکت دی جہاں لکھا ہے۔ کہ ایک بزرگ نے جب یہ اشتہار (یعنے اس عاجز کا اشتہار) پڑھا تو بیساختہ انکے منہ سے یہ شعر نکل گیا ؎ چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔ میلش اندر طعنہ پاکاں برد۔ میں نے ہرچند اس روحی حرکت کو روکا اور دبایا اور بار بار کوشش کی کہ یہ بات میرے روح میں سے نکل جائے۔ مگر وہ نکل نہ سکی تب میں نے سمجھا۔ کہ وہ خدا کیطرف سے ہے۔ تب میں نے اس شخص کے بارہ میں دعا کی جسکو بزرگ کے لفظ سے اخبار میں لکھا گیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ دعا قبول ہوگئی۔ اور وہ دعا یہ ہے۔ کہ یا الہی اگر تو جانتا ہے کہ میں کذاب ہوں اور تیری طرف سے نہیں ہوں۔ اور جیسا کہ میری نسبت کہا گیا ہے ملعون اور مردود ہوں۔ اور کاذب ہوں۔ اور تجھ سے میرا تعلق اور تیرا مجھ سے نہیں تو میں تیری جناب میں عاجزانہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے ہلاک کر ڈال اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں۔ اور تیرا بھیجا ہوا ہوں اور مسیح موعود ہوں تو اس شخص کے پردے پھاڑ دے۔ جو بزرگ کے نام سے اس اخبار میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اگر وہ اس عرصہ میں قادیان میں آکر مجمع عام میں توبہ کرے تو اسے معاف فرما کہ تو رحیم و کریم ہے۔

یہ دعا ہے کہ میں نے اس بزرگ کے حق میں کی مگر مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ بزرگ کون ہے۔ اور کہاں رہتے ہیں۔ اور کس مذہب اور قوم کے ہیں جنہوں نے مجھے کذاب ٹھہرا کر میری پردہ دری کی پیشگوئی کی۔ اور نہ مجھے جاننے کی کچھ ضرورت ہے۔ مگر اس شخص کے اس کلمہ سے میرے دل کو دکھ پہنچا۔ اور ایک جوش پیدا ہوا۔ تب میں نے دعا کر دی اور یکم جولائی ۱۸۹۹ء سے یکم جولائی ۱۹۰۰ء تک اسکا فیصلہ کرنا خدا تعالے سے مانگا"

پھر اسی قسم کی اورلن ترانیاں ہانک کر ص ۱۱ میں کہا ہے۔

اگر میں سلطان کی نسبت کچھ نکتہ چینی بھی کرتا۔ تب بھی میرا حق تھا۔ کیونکہ اسلامی دنیا کیلئے

مجھے خدا نے حکم کر کے بھیجا ہے جس میں سلطان بھی داخل ہے۔ اور اگر سلطان خوش قسمت ہو تو یہ اُسکی سعادت ہے۔ کہ میری نکتہ چینی پر نیک نیتی کے ساتھ توجہ کرے۔ اور اپنے ملک کی اصلاحوں کیطرف جد و جہد کے ساتھ مشغول ہو۔ اور یہ کہنا کہ ایسے ذکر سے کہ زمین کی سلطنتیں میرے نزدیک ایک نجاست کی مانند ہیں۔ اسمیں سلطان کی بہت بے ادبی ہوئی ہے۔ یہ ایک دوسری حماقت ہے بیشک دنیا خدا کے نزدیک مردار کیطرح ہے۔ اور خدا کو ڈھونڈنے والے ہرگز دنیا کو عزت نہیں دیتے۔ یہ ایک لاعلاج بات ہے۔ جو روحانی لوگوں کے دلوں میں پیدا کیجاتی ہے۔ کہ وہ سچی بادشاہت آسمان کی بادشاہت سمجھتے ہیں۔ اور کسی دوسرے کے آگے سجدہ نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم ہر ایک منعم کا شکر کرینگے۔ ہمدردی کے عوض ہمدردی دکھلائیں گے۔ اپنے محسن کے حق میں دعا کرینگے۔ عادل بادشاہ کی خدا تعالےٰ سے سلامتی چاہیں گے۔ گو وہ غیر قوم کا ہو۔ مگر کسی سفلی عظمت اور بادشاہت کو اپنے لئے بُت نہیں بنائیں گے ؎

اس معذرت کادیانی کا از سرتا پا دروغ بے فروغ و سراسر نفاق بالخلاف و شقاق ہونا خواص ناظرین اصل اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء اور اُسکے فقرات عشرہ منقولہ و مندرجہ صفحہ ۱۷۲ وغیرہ پر مخفی نہیں ہے۔ اس مقام میں اعلام عوام کی غرض سے اُس کی بعض دروغگوئیوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔

آپ لکھتے ہیں ہمارے اشتہار کی بعض عبارتیں محرف اور مبدل کر کے لکھی گئی ہیں۔

ہم کہتے ہیں لعنت اللہ علی الکاذبین منقولہ بالا دس فقرے بلا تبدیل و تغیر ایک حرف کے آپکے اشتہار کے الفاظ و فقرات ہیں۔ اور ان ہی فقرات و الفاظ سے آپ کے اشتہار کو نقل کیا ہے۔ جس نے نقل کیا ہے۔ آپ میں کچھ صدق و حیا کا دعویٰ ہے تو بتا دیں کہ کونسا لفظ یا فقرہ آپ کا بدلا گیا ہے۔ اور کس نے بدلا ہے۔

ہمارے علم میں خاکسار کے پہلے آپ کے اشتہار کو تمامہ صاحب اخبار چودھویں صدی نے

نقل کیا ہے۔ اور اُسکا خلاصہ پہلے حضرت ملا قادری لاہوری صاحب اخبار جعفر زٹلی نے پھر صاحب سراج الاخبار جہلم نے نقل کیا۔ انمیں سے کسی نے ایک حرف کا تبدل تغیر نہیں کیا۔ آپ ان اخبارات میں تبدیل شدہ الفاظ بتائینگے۔ تو ہم فی حرف ایک روپیہ آپ کو انعام دین گے خواہ کسی نے اُسکو بدلا ہو۔

آپ لکھتے ہیں ہم کسی ادنے مسلمان کلمہ گو سے بھی کینہ نہیں رکھتے۔ چہ جاے ایسے شخص سے جس کے ظل حمایت میں کروڑہا اہل قبلہ زندگی بسر کرتے ہوں۔ اور جس کی حفاظت کے نیچے خدا تعالٰے نے اپنے مقدس مکانون کو سپرد کر رکھا ہو۔

ہم کہتے ہیں اس قول میں آپ نے کذب ونفاق دونو کو جمع کر دیا ہے۔ کذب تو یہ ہے کہ ہمکو کسی ادنے مسلمان سے کینہ نہیں ہے۔ روئے زمین کے مسلمانون سے جو آپ سے علیحدہ رہیں۔ آپ خون کے پیاسے ہیں۔ اور اُنکے کاٹنے کی فکر میں اکابر علماء ومشائخ پنجاب ہندوستان کو آپ بے ایمان بے حیا وغیرہ گالیاں دیکر کہتے ہیں۔ شیخ العرب والعجم فخر السند والمسندہ حضرت شیخنا ومولینا سیدنذیر حسین صاحب محدث دہلوی (جنکا شمس العلماء ہونا خدا تعالٰے نے بصلہ ان دینی خدمات کے جو آپ کی تکفیر وتوہین وتذلیل کے متعلق اُنسے سرزد ہوئی ہے۔ گورنمنٹ کی زبان سے بھی کہلوا دیا) آپ ہاماں کہیں اور جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو جو جماعت عظمہ مسلمانان احناف ہند میں ایک مقدس بزرگ تسلیم کئے گئے ہیں آپ غول اعمٰے کا خطاب دیں اور ملعوں کہیں ایسے ہی اور اکابر اسلام ہیں جنکو اپنے مجموعہ رسالہ انجام آتھم وغیرہ کے صفحہ ۲۱-و۲۵۲ وغیرہ میں گالیوں سے یاد کیا ہے۔ پھر آپ کہیں کہ ہمارے دل میں کسی ادنے کلمہ گو مسلمان سے کینہ نہیں ہے۔

یہ حضرات آپ کے نزدیک ادنے کلمہ گوؤں سے خارج ہیں۔ تو پھر ادنے کلمہ گو کون ہین اور اگر ان حضرات کی بے ادبی بدگوئی آپ سے بلا کینہ ہوئی ہے۔ تو پھر کینہ کا اثر کیا ہوتا ہے۔ اور اپنا نفاق حضرت سلطان المعظم تعریف واظہار ہمدردی میں آپ نے ظاہر کیا ہے۔

جسکی تشریح و توضیح چودھویں صدی کی عبارت آئیندہ میں بخوبی ہوچکی ہے۔ لہذا ہم اس مقام میں اسکی تشریح نہیں کرتے اسی کی نقل پر اکتفار کرتے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں۔ ہم نے سلطان کو برا نہیں کہا۔ اسکی سلطنت کو برا کہا ہے۔

ہم کہتے ہیں یہ بھی کذب و نفاق ہے سلطنت کو بُرا کہنا خود حضرت سلطان المعظم کو بُرا کہنا ہے۔ کیونکہ سلطنت اُنسے جدا نہیں۔ وہ اس سلطنت کے رکن رکین و اعلے صدر نشین ہیں اور خاصکر حضرت سلطان کو بُرا کہنا اور آپ کی توہین کرنا آپ کے فقرات نمبر ۲ و ۵ و ۹ و ۱۰۔ وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ پھر اب اسی بدگوئی سے انکار کرنا کذب و نفاق کا اظہار نہیں تو اور کیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں۔ کہ کافروں کی سزا دہی کے لیئے آخرت مقرر ہے۔ اور مسلمانوں کو دنیا میں سزا دیجاتی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ آپ کا عمل و اعتقاد اسکے برخلاف ہے۔ لہذا اس قول میں بھی آپنے کذب و نفاق سے کام لیا ہے۔ عبداللہ آتھم وغیرہ عیسائیوں و لیکھرام وغیرہ ہندوؤں کو آپنے ویسا ہی دنیاوی عذاب سے ڈرایا۔ اور بزعم خود یہ عذاب دنیاوی چکھا دیا۔ جیسا کہ مسلمانوں کو آپ اس سے ڈراتے اور دھمکاتے ہیں۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپکا یہ قول و قاعدہ محض کذب و صرف مغالطہ ہے۔ ہاں یہ کہو کہ جو شخص (مسلم ہو خواہ کافر) آپ سے جُدا رہیگا وہ ضرور دنیا میں ہلاک کیا جائیگا۔ اور جسکو آپ اپنا مخالف نہ سمجھیں اور اس سے کوئی طمع یا امید رکھیں (مسلم ہو خواہ کافر) وہ عیش و آرام کریگا۔ کفر و اسلام سے آپکو اور آپکے ملہم اور فرضی خدا کو کوئی بحث نہیں ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ جس بزرگ نے میری نسبت پردہ دری کی پیشگوئی کی ہے۔ ایک سال کے عرصہ میں اسکی پردہ دری ہو جائے گی؟

ہم کہتے ہیں یہ آپ کی پرانی گیدڑ بھبکی ہے۔ جس کی تشریح چودھویں صدی نے

بخوبی کردی ہے۔ ہم اسکا نقل کرنا کافی سمجھتے نہیں جو عنقریب ہوگا۔
اخیر میں آپ نے کہا ہے۔ کہ دنیادار اور دنیاوی اور زمینی سلطنتیں ہمارے نزدیک
مردار اور نجاست کی مانند ہیں۔ ہم سفلی عظمت اور بادشاہت اپنے لیے بت نہیں بنائینگے
ہم کہتے ہیں۔ یہ بھی آپ کا محض کذب و مغالطہ ہے۔ اور سراسر نفاق و تقیہ برٹش
سلطنت کو باوجودیکہ وہ دنیاوی اور زمینی سلطنت ہے۔ نہ روحانی و آسمانی۔ اپنا معبود
بناکر اسکے آگے اپنے خدا کو بھی جھکا دیا ہے۔ اور اشتہار عریضہ مؤرخہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں
صاف کہدیا۔ کہ خدا کا منہ بھی اسی گورنمنٹ کیطرف ہے۔ جسکی طرف میرا منہ ہے۔ اور تحفہ
قیصریہ میں اس سے زیادہ مبالغہ کیا ہے۔
ان فقرات مغالطات آمیز نفاق خیز کادیانی کی تشریح اخبار چودھویں صدی نے پرچہ
۸ جولای ۱۸۹۷ء اچھی طرح کردی۔ اسمقام میں اسکا انتخاب مناسب معلوم ہوتا ہے۔
اسکے صد۲ میں ہے

مرزا صاحب نے ایک اشتہار اور چھاپ کر شایع کیا ہے۔ اور گو اسمیں حسب معمول دوراز کار
غیر متعلق واہی تباہی اور بے مرکز باتیں جو مرزا صاحب کی تحریروں سے مخصوص
ہیں بہت سی لکھدیگئی ہیں۔ یا یہ کہا جائے کہ تبلیغ رسالت کے موقع کو ہاتھ سے نہیں دیا گیا
اور یا یہ کہ ابلہ فریبی کی ضرورت نے کچھ ادہر اودہر کی باتیں انکو کہنے پر مجبور کیا ہے۔ لیکن
ہمکو اس امر سے خوشی اور طمانیت حاصل ہوئی ہے۔ کہ حضرت سلطان المعظم کی سلطنت
اور مسلمانوں کی نسبت جو دلشکن باتین مرزا صاحب نے اپنے پہلے اشتہار میں کہی تہیں۔ اور
مسلمانون کو ناراض کیا تھا۔ اب انکو واپس لے لیا ہے۔ صرف تھوڑی سی ہٹ دہرمی
اور کج بحثی باقی رہ گئی ہے۔ اور اسکے چھوڑدینے کی مرزا صاحب سے توقع کرنا گویا ان سے
انکی رسالت کے چھڑانے کی امید کرنا ہے۔ جو بہت زیادہ ہے۔
مرزا صاحب آپ تحریر فرماتے ہیں دیہان کادیانی کے فقرہ اول اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء کو

نقل کیا ہے اور اُسکے بعد کہا ہی) **مرزا صاحب کے ان الفاظ کا اگر ان الفاظ سے جو پہلے سلطان المعظم کی سلطنت کی نسبت لکھتے ہیں۔** مقابلہ کیا جاوے تو مرزا صاحب کے موجودہ قول اور اُنکے الہام کی حقیقت کی قلعی کُھل جاتی ہے۔ درحقیقت مرزا صاحب کے الہام کی اندہے کی لاٹھی ایک دوسری چیز ہے۔ اور عقل و ہوش سے کام لینا اور شعور سے بات کرنا کچھ اور چیز ہے۔ مرزا صاحب نے جو الفاظ اب لکھے ہیں اگرچہ وہ پہلے کی نسبت نرم ہیں۔ مگر ان میں سے بھی جو معقولیت ٹپکتی ہے وہ کھول کر دکھائی جاتی ہے۔ اور فی الواقعہ اسقدر ربط بھی نہ کئے جائیں تو اُن کے مُریدان کی رسالت سے انکو جواب دینگے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ انکو کسی مسلمان کلمہ گو سے کینہ نہیں ہے۔ حالانکہ بہت سے مسلمانوں کے وہ خون کے پیاسے ہیں۔ بہتوں کی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ صرف ایک شخص کے ساتھ ناراض ہونے کیوجہ سے حضرت سلطان کی سلطنت کو زوال اور بربادی کے قریب پہنچا دیا تھا۔ تمام اسلامی دنیا کے غارت کرنے کی فکر میں ہیں۔ جو مسلمان ان کے ساتھ شریک نہیں ہونے والے ہیں۔ وہ کاٹ ڈالے جانے والے ہیں۔ اور اب اسی اشتہار میں ایک بزرگ مسلمان کی پردہ دری کے درپے ہوئے ہیں۔ اور ایک سال تک اسقدر کی پیروی میں منہمک رہنے والے ہیں۔ اور باین ہمہ انکو کسی کلمہ گو سے کینہ نہیں ہے اگر کینہ ہوتا تو خدا ہی جانتا ہے کہ آپ کیا کرتے۔

سلطان کی ظل حمایت میں کروڑہا اہل قبلہ کا زندگی بسر کرنا اور مقدس مکانات کا اُنکی سپردگی میں ہونا مرزا صاحب کو ہمارے اخبار کے پڑھنے سے معلوم ہوا ہی۔ اسوقت یاد نہ تھا۔ جب حضور نے پہلا اشتہار لکھا ہے۔ اور تعجب ہے کہ اب مرزا صاحب کے دل میں اہل قبلہ کی کچھ وقعت بھی پیدا ہو گئی ہے۔ شاید وہ خدا کا ارادہ اب انکو یاد نہیں ہا کہ جو مسلمان اُنکے ساتھ شریک نہیں ہونگے۔ وہ کاٹ ڈالے جائینگے۔ اگر یا اہل قبلہ

سب گشتنی ہی ہیں۔ تو انکی حفاظت اور حمایت کیوجہ سے جو قوت اور فائدہ حضرت سلطان کو پہنچ سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ سلطان کی شخصی حالت اور اُسکی ذاتیات کے متعلق ہمنے کوئی بحث نہیں کی اور نہ اب ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ کو ایک نقطہ اُس بزرگ شخص کی شخصی حالت کی نسبت معلوم نتا۔ اسکی سلطنت آپ کے الہام کے رو سے برباد ہونے والی ہے۔ اور پھر ابھی اسکی شخصی حالت سے کوئی بحث نہیں کی گئی ای حضور والا ملکہ معظمہ کی ذاتی خوبیون کی وجہ سے تو آپ کے نزدیک انکی سلطنت کو فروغ اور عروج ہوا ہے۔ اور سلطان کی ذاتی خوبیون اور اوصاف کی وجہ سے اگر ان کا کوئی علم آپ کو ہوتا تو اسکی سلطنت کے قیام یا بربادی میں کوئی دخل نہیں تھا۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہاں ہمنے گذشتہ اشتہارات میں ٹرکی گورنمنٹ پر بلحاظ اسکے بعض عظیم الدخل اور خراب اندرون ارکان اور عمائد اور وزرا کے نہ بلحاظ سلطان کی ذاتیات کے ضرور اس خداداد نور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے چند ایسی باتین لکھی ہیں۔ الخ

اب ہم مرزا صاحب کے نور اور فراست اور الہام کو چیلنج کرتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں کہ وہ کونسے بعض عظیم الدخل خراب اندرون ارکان اور عمائد اور وزرا ہیں۔ جنکی وجہ سے سلطنت ترکی برباد ہونے والی ہے۔ براہ مہربانی ایک مفصل کیفیت ان سب کی مسلمانون کو بتادین تاکہ معلوم ہو جاوے کہ درحقیقت مرزا صاحب کا نور فراست اور الہام کوئی چیز ہے۔ اور انکی تحریر کسی نفسانی جوش پر مبنی نہیں تھی۔ اور اگر اس تمام نور فراست اور الہام کی حقیقت اتنی ہی ہے۔ کہ وہ ایک شخص حسین کامی پر ناراض ہوگئے یا اسمیں انکو بعض عیوب ملے ہیں۔ اور انکی بنا پر انہوں نے سلطان کے ارکان اور عمائد اور وزرا پر حکم لگا دیا ہو اور سلطنت کی بربادی کا فیصلہ کر دیا ہے۔ تو اس سے بڑھ کر کوئی حماقت اور نادانی

نہیں ہوسکتی- خواہ وہ الہام کی امداد ہی سے کیوں نہ کیجاوے- اور ایسے الہام ہمارے نزدیک گوز شتر سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتے ہیں- مرزا صاحب نے ہمکو یہ نہیں بتایا- کہ ترکی سلطنت کی اجزاء اسکی خرابی کا حال انکو کب سے معلوم تھا- اور یہ الہام انکو حسین کامی کا منہ دیکھنے پر ہی ہوا تھا- یا اس سے پہلے کا ہوا ہوا تھا- اور مرزا صاحب نے حسین کامی سے بگڑنے تک اُنکو ترکی سلطنت کی ہمدردی کی وجہ سے محفوظ رکھا ہوا تھا- مرزا صاحب کی یہ ہوشیاری اور ابلہ فریبی اُنکے مریدوں کے واسطے تو اُنکی رسالت کا ثبوت ہے- مگر ہم اسکی حقیقت کو جانتے ہیں- اور جھوٹے کو اسکے گھر تک پہنچا کر چھوڑیں گے- ہمکو یقین ہے کہ ترکی سلطنت کے خراب ارکان و عمائد وزرا کی مفصل کیفیت ہمکو مرزا صاحب اسی ہفتہ میں بتا دینگے- اور بہت عرصہ تک مسلمانوں کو منتظر نہ رکھیں گے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ترکی سلطنت کی خیر خواہی اس میں نہ تھی- کہ چوہڑوں چماروں کی طرح گالیاں دیجائیں- بلکہ سلطان کے واسطے صدق دل سے دعا کرنی فضیلت ہے- کہ جو کام اور مسلمانوں نے نہیں کیا- وہ مرزا صاحب نے تو کیا ہے- یعنی اُنہوں نے چوہڑوں چماروں کی طرح گالیاں نہیں دیں- بلکہ شب و روز سلطان کے واسطے صدق دل سے دعا مانگنے میں مصروف رہے ہیں- مرزا صاحب کو ابھی یہ بھی معلوم نہیں ہوا ہے کہ سلطان کیواسطے کسی نے ہندوستان میں دعائیں مانگی بھی ہیں یا نہیں-

آپ فرماتے ہیں کہ میرے اشتہار کا بجز اسکے کیا مطلب تھا- کہ رومی لوگ تقوٰے اور طہارت اختیار کریں- جناب من آپ کا کچھ اور بھی مطلب تھا جسکی ہم اچھی طرح سے گذشتہ پرچہ میں تشریح کر چکے ہیں- یہ تقوٰے اور طہارت کا فقرہ تو اس مطلب کے ساتھ ابلہ فریبی کی غرض سے لگا رکھا ہے- اور یہ ایک دوسرا سوال مرزا صاحب کیواسطے جواب دینے کو ہے- کہ ترکی سلطنت میں اُنہوں نے کیا کچھ تقوٰے اور طہارت کے

خلاف دیکھا ہے۔ کیا تمام سلطنت کی حالت کا اندازہ انہوں نے ایک شخص کے دیکھنے سے کر لیا ہے۔ مرزا صاحب اسکی تشریح کرتے وقت یہ بھی بتاوینگے کہ ہارون اور مامون اور اکبر اور جہانگیر کے زمانہ میں موجودہ ترکون کے مقابلہ میں تقوے اور طہارت زیادہ تھی۔ ہم آئندہ پرچہ میں اس مضمون پر مفصل بحث کرنے والے ہیں۔ کہ ترکی سلطنت کی ترقی اور تنزل کا باعث تقوے اور طہارت کی بیشی اور کمی ہوئی ہے۔ یا زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنا یا نہ کرنا ہوا ہے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ سنت اللہ اسیطرح پر جاری ہے۔ کہ کفار کے فسق و فجور اور بت پرستی اور انسان کی سزا دینے کے لئے خدا تعالے نے ایک دوسرا عالم رکھا ہوا ہے جو مرنے کے بعد پیش آئیگا۔ لیکن خدا تعالے مسلمانوں کو ادنے ادنے قصور کیوقت اسی دنیا میں تنبیہ کرتا ہے۔ یہ سنت اللہ ضرور ہے۔ مگر سنت مرزائیہ نہیں ہے۔ یہاں لیکھرام اور عبداللہ آتھم اور سلطان احمد[1] اور اُسکے اور بھائی مسلمان ایک ہی وقت میں اُسی دنیا میں سزا پاتے ہیں۔ سنت مرزائیہ میں کافر اور مسلمان کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ اور مسلمانون کے واسطے اُنکے قصوروں کی سزائیں اس ارادہ کے موافق جو مرزا صاحب کو بتا دیا گیا ہے۔ جو خدا نے تجویز کی ہیں۔ وہ بہت ہی مختصر ہیں۔ یعنے اس تمام قوم کو سوائے چند مرزائیوں کے کاٹ ڈالا جانے کو ہے۔ اس سنت اللہ کے معنے بھی مرزا صاحب سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکا۔ اور نہیں سمجھ سکے گا۔“

پھر اسکے صفحہ ۵ میں اس بزرگ کی توصیف میں جسکے حقیقی کاویانی نے پردہ وری کی پیشگوئی کی ہے۔ کہا ہے۔

ہم اس بزرگ کا نام ابھی ناظرین کو صاف طور پر نہیں بتاتے۔ مگر اتنی باتیں بتا دیتے ہیں جنسے انکی تعریف اچھی طرح سے معلوم ہو جائے۔ اور مرزا صاحب کی اس پیشینگوئی کی حقیقت باوجود انکی ہوشیاری کے تمام دنیا پر کھل جائے۔ تمام دنیا بیوقوف نہیں ہے۔ اور

[1] صحیح نام سلطان محمد بیگ ہے یہ شوہر ثانی منکوحہ آسمانی کاویانی ہے۔

سب کو بیوقوف نہیں بنایا جاسکتا۔ مرزا صاحب کی پیشگوئی یہ ہے کہ خدا اُس بزرگ کے پردے پھاڑدے۔ لیکن ضرور ہے کہ یہ پیشگوئی اور زیادہ صاف ہوجائے۔ دنیا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہر ایک انسان کیواسطے تکلیف اور آرام دونو لازمی ہیں۔ کسی شخص پر مصیبت آتی ہے کہ اُسکی بیوی[۱] جسکا نکاح اُسکے ساتھ آسمان میں ہوچکا ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے شخص کے ساتھ رہتی ہے۔ اور کسی[۲] کے لڑکے جو اُسکی خلافت اور وراثت کو وارث ہونے والے ہوتے ہیں۔ فوت ہوجاتے ہیں۔ کسی[۳] کی اسطرح پردہ دری ہوتی ہے۔ کہ اُسکو اپنے بعض الہامات کچھ کجبحثی کے ساتھ واپس لے لینے پڑتے ہیں۔ اب اس بزرگ کی پردہ دری کی بھی تشریح ہونی چاہیئے۔

اسکے بعد صاحب اخبار چودھویں صدی نے اُنہی اس بزرگ کی بہت لمبی چوڑی تعریف ہے۔ وازانجا کہ ہمکو اس تعریف سے کلی اتفاق نہیں۔ لہٰذا ہم اس تعریف کو اُسکے مبالغہ آمیز الفاظ سے بعینہٖ نقل نہیں کرسکتے۔ صرف اسکا خلاصہ اس مقام میں بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

کہ وہ بزرگ ایک علاقہ کا مالک و زمیندار سرکاری عہدہ دار مسلمان۔ عابد۔ نیکوکار نمازی۔ روزہ دار۔ قرآن خوان وغیرہ وغیرہ پھر صاحب اخبار نے کہا ہے۔ اب اگر ایک ایسے نیک مسلمان بزرگ مرزا صاحب کی ناراضی کیوجہ سے پردہ دری ہونے والی ہے۔ اور مرزا صاحب کے خدا کا قانون مرزا صاحب کے معتقدمون کے فیصلہ کے واسطے ایسا ہی عجیب ہے تو ابلہ فریبی اور چالاکی کو چھوڑکر صاف طور اس پردہ دری کی نوعیت بتادینی چاہیئے۔ آیا انکا علاقہ اُن سے چھین جایگا۔ وہ اپنے عہدہ سے موقوف ہوجائیگا رشوت ستانی کا اُن پر الزام لگے گا۔ عبادت اور نیکوکاری اُن سے چھوٹ جائے گی۔ مسلمان نہ رہینگے۔ قرآن کریم انکو بھول جائیگا۔ نماز روزہ چھوڑ بیٹھینگے۔ آخر وہ کیا بلا آئے گی جسکا نام پردہ دری ہوگا۔ جو مرزا صاحب کی رسالت اور مسیحیت کا سب

۱؎ یہ حضرت کادیانی کیطرف اشارہ ہی جسکی منکوحہ آسمانی مرزا سلطان محمد بیگ کے ساتھ رہتی ہی۔ ۲؎ یہ بھی آپ ہی ہیں۔ ۳؎ یہ بھی آپ ہیں کہ آپنے سلطان المعظم کے متعلق اپنے الہامات اشتہار ۲ مئی ۱۸۹۷ء کو اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء میں ندامت کے ساتھ واپس لیا۔ منہ

آخری نشان ہوگا۔ مثل مشہور ہے جیسے سوچ ویسے فرشتے۔ مرزا صاحب کی رسالت کا ثبوت بھی مسلمانوں کی پردہ دری ہی۔ موزون ہو سکتا تھا۔ مگر ہمکو یقین ہے کہ مرزا صاحب ہمارے اس سوال کا جواب ازروی مہربانی دیدینگے۔ ہم یہ ہوشیاری نہیں چلنے دینگے۔ کہ ایک ایسا مہمل اور بے معنے جملہ کہہ دیا جائے۔ اور ایسی پیشینگوئی کیجائے جسکے صاف طور پر کچھ معنے نہیں ہیں۔ اور کسی ایک اتفاق کا نام پردہ دری رکھ دیا جائے۔ مرزا صاحب جسطرح پیشینگوئیاں خود پورا کردیا کرتے ہیں۔ وہ تمام دنیا کو معلوم ہے۔ اگر مرزا صاحب نے ہمارے اس سوال کا صاف جواب نہ دیا تو انکی اس پیشینگوئی کی ہی ایک ہفتہ عشرہ میں پردہ دری ہوچکی ہوگی ؟؟

ہرچند صاحب اخبار چودھویں صدی کے اس سوال کے جواب سے کہ کادیانی اُس بزرگ کی پردہ دری کی نوعیت بتادے۔ ورنہ ایک ہفتہ عشرہ میں اسکی پردہ دری ہوچکی ہوگی۔ کوئی جواب نہیں دیا۔ اور کچھ نہ بتایا کہ وہ پردہ دری کیونکر ہوگی جبسے صاحب اخبار چودھویں صدی نے کادیانی کی پردہ ثابت کردکھائی اور اپنے پرچہ ۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء میں مضمون ذیل کی اشاعت کردی

مرزا صاحب کی پردہ دری

ہمارے بزرگ کی کرامت

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ✦ چندیں اماں نداد کہ شب را سحر کند

ہم روزانہ پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۹ جولائی ۱۸۹۷ء کے صفحہ اول سے وہ مضمون ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ جو عقیدہ کادیانی نے بیزاری کے عنوان سے چھاپا ہے۔ چونکہ یکم اور دوم جولائی کو یہ پردہ دری ہوئی ہے۔ اسواسطے وہ مرزا صاحب کی مقرر کردہ تاریخوں کے اندر ہے لیکن یہ امر کہ مرزا صاحب اس واقعہ کو فی الحال اپنی پردہ دری کی واسطے کافی خیال کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ یہ انہیں کے فیصلہ کرنیکی بات ہے کیونکہ بعض غیرتمند لوگ ایک تھوڑی سی بات کو کافی خیال کرلیتے ہیں۔ اور بعض دوسر

بےغیرت لوگ بڑے سے بڑے حادثونکی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ ایک شخص کسی مجلس بیٹھا ہو
تھا۔ اہل مجلس نے اُسکو وہاں سے نکال دیا۔ تو آپ کہتے ہیں کہ یہ کیا ایک حقیر مجلس ہے
ہم بڑی بڑی مجلسوں سے نکالے گئے ہیں۔ الغرض وہ عبارت مختصر حسب ذیل ہے۔
۲ جولای ۱۸۹۷ء کو ایک ۱۷ سالہ لڑکے مسمے سید عالم طالب العلم ایف اے اوائل کلاس
نے مسجد شاہی میں بعد نماز جمعہ عقیدہ مرزا کادیانی سے تبرا کیا۔ اور بیان کیا کہ اس کی طرف سے جو
اشتہار "رویائے صادقہ" کے عنوان سے چھپا تھا۔ وہ فقط جلسازی تھی۔ ایک سفید کاغذ پر
اُسکے دستخط کروا لیگئے۔ اور مضمون خود لکھ لیا گیا تھا جس کی تردید اُس نے یکم جولائی کو بذریعہ
اشتہار کی علاوہ ازیں اس موقعہ پر مرزا کادیانی کی اون کتابوں میں سے جن کو وہ الہامی بیان
کرتا ہے۔ وہ باتیں جو عقیدہ اسلام کے بالکل خلاف ہیں۔ پڑھ کر سنائی گئیں۔ جنکو سُنکر
اہل اسلام نے جو اُسوقت موجود تھے۔ جناب باری میں دعا کی کہ خدا اونکو ایسے مخرب
اسلام کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ (لوکل رپورٹر) (چودہویں صدی ۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء)
مگر تعجب وافسوس سے ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ چودہویں صدی کے بزرگ نے فرضی بزرگی
چھوڑکر اپنی واقعی خوردی ظاہر کردی اور اپنے اُس فعل کی کہ اُسنے کادیانی کے حق میں پردہ دری کا
متضمن شعر پڑھا تھا۔ خود ہی تغلیط وتکذیب کردی اور اسی اخبار میں اپنی معذرت چھپواکر اپنی مرزائیت
خوب ثابت کر دکھائی۔

ہم کو اسمقام میں اُسکے سابق انحراف اور تازہ معذرت سے خصوصیت کے ساتھ بحث
مقصود نہیں ؎ مارا چہ ازین قصہ کہ گاو آمد وخر رفت۔

ہمارے نزدیک ایسے شخص کا کادیانی سے ظاہری انحراف یا باطنی معذرت وعقیدت
دونو کالم یکن ہین۔ اور گوز شتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ (اس امر کو ہم ایک مستقل میں عنقریب
ثابت کرینگے) اسمقام میں ہمارا مقصود صرف یہ تھا کہ کادیانی کے حضرت سلطان المعظم کو
بُرا کہنے نے اُسکے بعض معتقدوں پر بھی اثر کیا تھا۔ جسکی وجہ سے کادیانی کو جھوٹی معذرت کرنی

پڑی سو یہ امر اس بزرگ چودھویں صدی کی معذرت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

معذرت کادیانی کے جھوٹی اور منافقانہ ہونے پر کادیانی کا پھر اس کارستانی کیطرف

رجوع کرنے کا ثبوت یہہ ہے۔ کہ اُسنے عدالت گورداسپورہ میں برملا بیان کیا۔ کہ میںنے سلطان روم کے برخلاف اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء شایع کیا اور پھر وہ اشتہار عدالت میں پڑہا گیا اور پھر کہا اسوجہ سے مسلمان میرے مخالف ہوگئے ہیں۔ اور اسکے بعد اسکے وکیل ایک سنی حنفی مولوی نے خاکسار سے جو مقدمہ میں شہادت کے لئے عدالت میں طلب کیا گیا تھا۔ سوالات کرکے یہہ کہلوایا کہ "مینے سلطان روم کی تائید اور ہمدردی میں ایک آرٹیکل لکھا ہے۔ اور مرزا نے سلطان روم کے برخلاف لکھا ہے"۔

پھر کادیانی نے اسپر اکتفا نہ کیا بلکہ اشتہار واجب الاظہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء میں اس مخالفت کا اچھی طرح اظہار کیا۔ اور اس سے اپنا خیر خواہ گورنمنٹ ہونا ثابت کیا ہے۔ چنانچہ اس اشتہار کے صفحہ ۸ و ۹ میں اُسنے کہا ہے۔ کہ حال میں جب حسین کامی سفیر روم قادیاں میں میری ملاقات کے لئے آیا اور اُسنے مجھے اپنی گورنمنٹ کی اغراض سے مخالف پاکر ایک سخت مخالفت ظاہر کی وہ تمام حال بھی مینے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کردیا ہے۔ وہی اشتہار تھا جس کی وجہ سے بعض مسلمان اڈیٹرون نے میری مخالفت ظاہر کی۔ اور بڑے جوش میں آکر مجھے گالیاں دین۔ کہ یہ شخص سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دیتا ہے۔ اور رومی سلطنت کو قصوروار ٹھراتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس شخص پر خود قوم ایسے ایسے خیالات رکھتی ہے اور نہ صرف اختلاف اعتقاد کی وجہ سے بلکہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے سبب سے بھی طعنونکا نشانہ بن رہا ہے۔ کیا اسکی نسبت یہ ظن ہوسکتا ہے کہ وہ سرکار انگریزی کا بدخواہ ہے۔ یہہ بات ایک ایسی واضح تھی کہ ایک بڑے سے بڑے دشمن کو جو محمد حسین بٹالوی ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں اُس مقدمہ ڈاکٹر ہنری کلارک میں اپنی شہادت کے وقت میری نسبت بیان کرنا پڑا کہ یہ شخص سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور سلطنت روم کا مخالف ہے"۔

کادیانی نے اس بیان زبانی عدالت وتحریری اشتہار واجب الاظہار میں صاف اقبال کیا ہے۔کہ وہ سلطان روم اور سلطنت روم کا مخالف ہے۔اس سے سلمان یقین کر سکتے ہیں کہ اسکی وہ معذرت جھوٹی اور منافقانہ معذرت تھی۔اور درحقیقت وہ سلطان روم اور سلطنت ٹرکی سے وہی دشمنی رکھتا ہے جسکو اشتہار ۲۴ مئی میں ظاہر کر چکا ہے۔

اب رہا یہ امر کہ اس بیان میں جو اُسنے تین دعوے کئے۔اور گورنمنٹ کو جتائی ہیں اوّل یہ کہ سلطان روم یا سلطنت ٹرکی کو بُرا کہنے اور دشمنی رکھنے سے وہ برٹش گورنمنٹ کا خیر خواہ ثابت ہو سکتا ہے۔

دوم یہ کہ اس خیر خواہی گورنمنٹ انگریزی کیوجہ سے اخبار والوں نے اسکو بُرا کہا ہے۔

سوم یہ کہ اُسکے خیر خواہ برٹش گورنمنٹ ہونے کو اس خاکسار نے عدالت میں مان لیا ہے سچے دعوے ہیں یا ان دعاوی ثلثہ میں اُسنے جھوٹ بولا ہے۔اور گورنمنٹ کو دہوکا دیا ہے سو محتاج بیان وثبوت نہیں ہے۔تاہم مزید توضیح اور گورنمنٹ کی اطلاع دہی کے لئے بیان کیا جاتا ہے۔کہ ان دعاوی ثلثہ میں کادیانی نے سفید جھوٹ بولا۔اور اس جھوٹ پر لفاظی کا پردہ ڈال کر گورنمنٹ کو دہوکہ دینا چاہا ہے۔

اُسکے پہلے دعوے کے جھوٹ اور دہوکہ کا بیان ہوتا ہے

سلطان روم وسلطنت ترکی کو بُرا کہنا اور اُنسے دشمنی ظاہر کرنا برٹش گورنمنٹ کی خیر خواہی وفرمانبرداری دو شرطوں کے سوا ممکن متصور نہیں ہے۔اوّل یہ کہ برٹش گورنمنٹ۔اور سلطنت ترکی کی باہم دوستی نہ ہو۔کُھلم کُھلی دشمنی ہو۔جو خدا کی مہربانی اور مسلمان رعایا برٹش گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے اسوقت تک مفقود ہے۔اور خدا کرے یہ شرط ہمیشہ مفقود رہے۔اور ان دو نو دولتوں میں رابطہ دوستی قائم رہے۔**شرط دوم** یہ کہ سلطنت ٹرکی کی دشمن ومخالف سے برٹش گورنمنٹ کی نسبت کوئی کلمہ بدخواہی ومخالفت کا سرزد نہیں ہوا یہ شرط بھی یہاں مفقود ہے۔

کادیانی نے برٹش گورنمنٹ کی نسبت ہشت سالہ میعاد کی پشین گوئی اپنے خاص مریدون میں پھیلا رکھی ہے۔ اور اُسکا یہ دلی اعتقاد اسکی کتابوں و اشتہارون میں مشتہر ہو چکا ہے۔ (جو ہمارے رسالہ میں بارہا شایع ہو چکا ہے) کہ نافرمان انسان کا مال اور جان اُسکے ملک سے خارج ہو کر خدا کے ملک میں ہو جاتے ہیں۔ پھر خدا جسکے ہاتھ سے چاہے اُنکو تلف کرا سکتا ہے۔ اور جو شخص اسکی پیروی نہ کرے خدا نے اُسکو کاٹ ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

پھر وہ اگر سلطان کو ہر روز ہزار گالیاں دے اور سلطنت ٹرکی کو دن رات بُرا کہتا ہے تو وہ بھی برٹش گورنمنٹ کا خیر خواہ کیونکر ہو سکتا ہے۔؟

اس کے دوسرے دعوے کے جھوٹ اور دہوکھ کا بیان۔

کسی اسلامی اخبار نے کادیانی کو اسوجہ سے بُرا نہیں کہا۔ اور نشانہ ملامت نہیں بنایا کہ وہ برٹش گورنمنٹ کی خیر خواہی کیون کرتا ہے۔ اور نہ کوئی ایسا باغی اخبار نویس ہے جو صرف گورنمنٹ کی خیر خواہی سے اُسکو بُرا کہتا ہو۔ کوئی ایسا ہوتا اور اُسکو خیر خواہی گورنمنٹ کے سبب بُرا کہتا تو وہ کبھی کا جیلخانہ کی سیر کرتا۔ جیسے بعض ہندو اخبار نویس اور بعض مسلمان واعظ بعض مضامین و الفاظ مخالف گورنمنٹ لکھنے اور بولنے سے جیلخانہ میں جا چکے ہیں۔

کادیانی اس دعوے میں سچا ہے تو کم سے کم ایک اخبار نویس کی کوئی ایسی عبارت نقل کرے جسمین اُسنے گورنمنٹ کی خیر خواہی کے سبب کادیانی کو بُرا کہا ہو۔ یہ امر اس سے نہ ہو سکے تو گورنمنٹ اس دروغگو کی بات کو دہوکھ دہی سمجھے۔

ہاں بعض اخبار نویسوں نے سلطنت ترکی کی بدگوئی کی وجہ سے اُسکو بُرا کہا ہے۔ اور گورنمنٹ کے حقمین اُسکی خوشامد کو ابلہ فریبی۔ اور جھوٹی خوشامد قرار دیا ہے۔ سو یہ اور بات ہے۔

اس کے تیسرے (۳) دعوے کے جھوٹ اور دہوکھ کا بیان

اسکا یہ کہنا کہ عدالت گورداسپورہ میں خاکسار نے اسکو سرکار انگریزی کا خیرخواہ

مان لیا ہے۔ سفید جھوٹ ہے۔

گورنمنٹ شل مقدمہ ملاحظہ فرمائے اور اس دروغ گو کی دروغ گوئی کا یقین کرے میں نے تو صاف اور صریح بالفاظ یہ بیان کیا تھا کہ اسوقت (یعنے جبکہ میں نے ریویو براہین احمدیہ لکھا تھا) مرزا کے خیالات اچھے تھے"۔ جس کے صاف اور صریح معنے یہ ہیں کہ اسوقت اسکے خیالات گورنمنٹ کی نسبت اچھے نہیں"۔ اس امر کو مینے عدالت میں کھولکر بیان کیا۔ اور اپنے رسالہ نمبر ۳ جلد ۱۸ کے صفحہ ۸۰ و ۸۱ کا بھی حوالہ دیا۔ مگر معلوم نہیں عدالت نے اس بیان کو کیوں درج اظہار نہ کیا۔

اسمقام میں عبارت صفحہ (۸۰ و ۸۱) کو نقل کرنا مناسب ہے۔

"پیشگوئی میعادی ہشت سال انکی امید کا ذریعہ ہے جسکی طرف ہم گورنمنٹ کو توجہ دلاچکے ہیں ہم نے اس فقرہ آئینہ کمالات کو اپنے رسالہ میں کئی دفعہ کوٹ کیا (نقل کیا) ہے الہامی صاحب نے اسکا جواب تو کبھی کچھ نہیں دیا۔ ہاں ہمارے اس خیال کے مقابلہ میں ہمارے ریویو براہین احمدیہ کی عبارت رسالہ نمبر ۶ جلد ۷ اشاعۃ السنہ سے نقل کرکے اپنی گورنمنٹ کو جتایا ہے۔ کہ یہ شخص (خاکسار) اپنے ریویو مذکور میں ہماری طرف سے گورنمنٹ کو مطمئن و بے فکر کرچکا ہے۔ اب اسکے برخلاف اسکے قول و خیالات کا کیا اعتبار رہے۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ خاکسار نے اسوقت گورنمنٹ کو آپ کی طرف سے مطمئن کیا تھا جبکہ آپ نے موعود مسیح اور مہدی ہونے کا دعوے نہیں کیا تھا۔ اور اس اطمینان کی ایک یہ دلیل بیان کی تھی کہ آپ مغل ہیں اور امام مہدی کا سید ہونا مسلم ہے۔ لہذا ممکن نہیں کہ آپ مہدی ہونے کا دعوے کریں۔ آپ نے میری اس دلیل اور خیال کو توڑ کر مہدی ہونیکا بھی دعوے کرلیا۔ تو آپ میرے اس ریویو کے محل کیونکر رہ سکتے۔ اور اس ریویو کے مضمون سے کیونکر فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ اور آپ کیطرف سے گورنمنٹ کیونکر مطمئن ہوسکتی ہے یہی وجہ میری اس بیان سے اور اس فقرہ سے جو اظہارات میں درج ہے صاف ثابت ہو کہ

ہیں اب اُسکے خیالات کو اچھا نہیں سمجھتا اور اُسکی تعریف و خیر خواہی گورنمنٹ کو جھوٹی خوشامد اور منافقانہ دعوائے خیر خواہی سمجھتا ہوں۔ پھر اسکا مجھے اپنی خیر خواہِ گورنمنٹ ہونیکا گواہ بنانا دروغ بے فروغ نہیں تو اور کیا ہے۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور اہل اسلام کی پبلک سے امید کرتے ہیں کہ وہ بدگوئی حضرت سلطان روم اور سلطنت ترکی کیوجہ سے اُسکو ویسا ہی دشمن اسلام و مسلمانان خیال کرینگے جیسا کہ پرچہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کے وقت خیال کرتے تھے۔ اور اسکی معذرت پرچہ ۱۵ جون ۱۸۹۷ء کو جھوٹی معذرت قرار دینگے۔ اور گورنمنٹ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس بدگوئی حضرت سلطان المعظم کی وجہ سے اور برٹش گورنمنٹ کی منافقانہ تعریف کرنے سے اسکو خیر خواہ سمجھکر اسکے دہوکے مین نہ آئیگی۔

یہ بات ہمنے اسلئے گورنمنٹ کو جتا دی ہے۔ کہ اس دجال نے از راہ مکاری و کمال دلیری اور بے حیائی خاکساری کو اپنی خیر خواہ گورنمنٹ ہونیکا گواہ بنا لیا تھا۔ اور مصرع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ کا مصداق بنکر دکھا دیا۔ وہ ہم کو اپنا گواہ نہ بناتا تو اب ہم سے یہ امر ظہور میں نہ آتا۔ کیونکہ پہلے ہم اس امر کا اظہار بخوبی کر چکے ہیں۔

نوٹ

مضمون شکست کادیانی کے بعد فرضی بزرگ چودہویں صدی کی معذرت پر بحث ہوگی انشاء اللہ تعالے